نمازِ فرض کے بعد اوراد و وظائف کے مختصر یا طویل ہونے پر
ایک تحقیقی گفتگو نیز منقول دعاؤں کا ایک بہترین مجموعہ بنام

مصنف

محمد نیاز اللہ صدیقی قادری مصباحی

نماز فرض کے بعد اوراد ووظائف کے مختصر یا طویل ہونے پر
ایک تحقیقی گفتگو نیز منقول دعاؤں کا ایک حسین مجموعہ بنام

بعد نمازِ فرض
اوراد ووظائف
کا شرعی حکم

مصنف:
محمد نیاز اللہ صدیقی قادری مصباحی

ناشر
اشرفیہ اسلامک فاؤنڈیشن
حیدرآباد، دکن

Scanned with CamScanner

بفیضِ روحانی شیخ الاسلام والمسلمین، رئیس المحققین، اشرف المرشدین
حضرت علامہ مولانا سید محمد مدنی اشرفی الجیلانی کچھوچھوی

سلسلۂ کتاب بزبان اردو: 151 ❁ سلسلۂ اشاعت بزبان اردو: 81

❁......نام کتاب : بعد نمازِ فرض اوراد و وظائف کا شرعی حکم
❁......مصنف : محمد نیاز اللہ صدیقی قادری مصباحی
❁......زیر نگرانی : حضرت مولانا محمد ہارون مصباحی صاحب قبلہ،
استاذ- جامعہ اشرفیہ، مبارکپور۔
❁......اہتمام و انصرام : بشارت علی صدیقی قادری اشرفی، جدہ- حجاز مقدس-
❁......تقریظ جلیل : حضرت علامہ مولانا نفیس احمد مصباحی قبلہ،
استاذ- جامعہ اشرفیہ، مبارکپور۔
❁......کمپوزنگ : حافظ محمد شارق، مولانا محمد نور عالم، مولانا محمد توصیف رضا جامعی
❁......پروف ریڈنگ : مولانا محمد پرویز، مولانا محمد نور عالم۔
❁......اشاعت اول : 1441ھ/2020ء (عرس حافظ ملت علامہ عبد العزیز اشرفی مبارکپوری)
❁......ناشر : اشرفیہ اسلامک فاؤنڈیشن، حیدر آباد، دکن-
❁......صفحات : 64 ❁......ہدیہ :

❁ملنے کے پتے❁

☆......سُنّی پبلی کیشنز، دریا گنج، دہلی- 09867934085
☆......اشرفیہ اسلامک فاؤنڈیشن، حیدر آباد- 09502314649
☆......مکتبہ انوار مصطفیٰ، مغلپورہ، حیدر آباد- 09966352740
☆......مکتبہ نور الاسلام، شاہ علی بنڈہ، حیدر آباد- 09966387400
☆......مکتبہ شیخ الاسلام، احمد آباد، گجرات- 09624221212
☆......عرشی کتاب گھر، میر عالم منڈی، حیدر آباد- 09440068759
☆......مکتبہ سہروردیہ، گتی، اننت پور، آندھرا پردیش- 07013242112

انتساب

امام اعظم

ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی

غوث اعظم

سید محی الدین عبد القادر جیلانی

ہم شبیہ غوث اعظم

سید علی حسین اشرفی جیلانی کچھوچھوی

مجدد اعظم

امام احمد رضا خان قادری بریلوی

محدث اعظم

سید محمد اشرفی جیلانی کچھوچھوی

سرکار کلاں

سید مختار اشرف اشرفی جیلانی کچھوچھوی

شیخ الاسلام والمسلمین، رئیس المحققین، اشرف المرشدین

حضرت علامہ مولانا سید محمد مدنی اشرفی الجیلانی کچھوچھوی

Scanned with CamScanner

انتساب

والدین کریمین اور جملہ اساتذۂ کرام مادر علمی
الجامعۃ الاشرفیۃ، مبارک پور
اور
دارالعلوم غوثیہ، چھبرامئو۔ قنوج (یو۔ پی)
کے نام
جن کی نیک دعاؤں اور صالح تربیت
نے مجھے
علم دین کی دولت لازوال سے بہرہ مند کیا۔

طالب دعا:

محمد نیاز اللہ مصباحی

Scanned with CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض ناشر

تمام تعریفیں اللہ رب العزت کے لیے جو تمام جہانوں کا خالق و مالک ہے۔ بعد حمد خدائے تعالی، بے شمار درود وسلام صاحب لولاک، رسول پاک حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر، ان کے اہل بیت پر اوران کے محبوب اصحاب وائمۂ شریعت وطریقت پر۔

حال ہی میں مولانا محمد نیاز اللہ صدیقی قادری مصباحی نے جامعہ اشرفیہ، مبارکپور سے رابطہ کیا اور کہا کہ انہوں نے ایک کتاب ترتیب دی ہے اور وہ اس کی اشاعت میرے ادارے-اشرفیہ اسلامک فاؤنڈیشن سے کروانا چاہتے ہیں۔ میں نے شروع میں معذرت کرلی کہ عرس حافظ ملت علیہ الرحمہ کے لیے وقت بہت کم تھا، اور اتنے کم وقت میں کتاب شائع کر کے منظر عام پر لانا مشکل تھا۔ مگر، مولانا موصوف کے اخلاص ولگن کو دیکھتے ہوئے میں نے رسالے کے بارے میں پوچھا کہ موضوع کو دیکھنے کے بعد ہی اشاعت کے متعلق کچھ کہا جاسکتا تھا۔ جب مولانا موصوف نے رسالے کے بارے میں بتایا تو مجھے ان کے حسن انتخاب پر بے حد خوشی ہوئی کہ انہوں نے ایک نہایت ہی اہم عنوان پر کام کیا ہے۔ اس لیے اس موضوع کی اہمیت وافادیت کا اندازہ لگاتے ہوئے فاؤنڈیشن یہ کتاب برِّصغیر کے اردوخواں اہل ذوق کی خدمت میں پیش کر رہی ہے۔

الحمد للہ! اشرفیہ اسلامک فاؤنڈیشن نے اپنے مختصر علمی وتحریکی کارگزاری میں اپنے اشاعتی منصوبوں کے تحت 130 سے زائد علمی، تحقیقی اور تاریخی عنوانات پر کتب ورسائل تیار کرچکی ہے، جس میں مختلف اہم عربی کتب ورسائل کا پہلی بار اردو ترجمہ کرانا بھی شامل ہے۔ یہ کتاب اشرفیہ اسلامک فاؤنڈیشن کی 81 ویں اشاعتی پیش کش ہے۔

Scanned with CamScanner

میں ممنون ہوں ادیب اسلام حضرت علامہ مولانا ہارون مصباحی مدظلہ العالی (استاذ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور) کا جنھوں نے کتاب پر ایک گراں قدر تقدیم رقم فرما کر اس کی اہمیت کو اجاگر کر دیا اور حضرت علامہ نفیس احمد مصباحی مدظلہ العالی (استاذ و مفتی جامعہ اشرفیہ، مبارک پور) کا جنہوں نے مصنف کی حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے اپنی تقریظ سے نوازا۔

دُعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے اس خدمت قلیلہ کو قبول فرمائے، ہر کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچائے، ناشرین واراکین ''اشرفیہ اسلامک فاؤنڈیشن'' کو مزید دینی وعلمی خدمت کرنے کی توفیق نصیب فرمائے اور احباب اہل سنت کے لیے اس کتاب کو نفع وفیض بخش بنائے۔

آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

فقیر غوثِ جیلاں وسمناں

محمد بشارت علی صدیقی اشرفی

جدہ شریف، حجاز مقدس

1441ھ/2020ء

۞۞۞

Scanned with CamScanner

تاثّرِگرامی

استاذِ گرامی وقار، حضرت علامہ

مولانا فتح محمد صاحب قبلہ

شیخ الحدیث واستاذ،

الجامعۃ الاسلامیہ اشرف المدارس، گدیانہ، کانپور

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اس وقت میرے پیشِ نظر فاضلِ محترم مولانا نیاز اللہ مصباحی کی کتابِ مستطاب "بعد نمازِ فرض اوراد و وظائف کا شرعی حکم" کا مسودہ ہے جو مسئلہ شرعیہ (ذکر و دعا بعد نماز فرض طویل یا مختصر) سے لاعلمی کے سبب ائمۂ مساجد میں بے راہ روی کے تدارک کے حوالے سے ایک عمدہ اور مؤثر کوشش ہے۔ اس کتاب میں فاضل موصوف نے مسئلہ مذکورہ کے علاوہ روزمرہ پیش آنے والے کچھ مسائل نماز کو صحاحِ ستہ اور فقہ واحادیث کی تقریباً پندرہ، ۱۵، سے زائد کتابوں کے حوالے سے انتہائی شرح وبسط کے ساتھ بیان کیا ہے جو فاضل موصوف کی علمی وسعت اور فقہی بساطت پر دال ہیں مزید یہ کہ یہ کتاب احادیثِ مصطفی علیہ التحیۃ والثناء میں منقول دعاؤں کا حسین گلدستہ بھی ہے جو حاجت برآری کے لئے اِکسیر کی حیثیت رکھتی ہے، عدیم الفرصتی کے سبب کتاب کا بالاستیعاب مطالعہ نہ کرسکا لیکن مختلف مقامات سے کتاب کو پڑھا یہ کتاب طلبا اور اساتذہ کے لئے دلائل وشواھد کے اعتبار سے نفع بخش ہے تو وہیں ائمۂ مساجد کے لئے مشعل راہ کی حیثیت رکھتی ہے۔

Scanned with CamScanner

میں اس شاہکار تصنیف پر فاضلِ موصوف کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور ان کے حق میں دعا کرتا ہوں کہ مولیٰ قدیر موصوف کو علم و عمل اور فضل و کمال کی دولتِ بیکراں سے شادکام فرمائے اور ان کی سعیٔ جمیل کو قبول فرمائے۔

اٰمین یارب العلمین بجاہ سید المرسلین علیہ وعلیہ اٰلہ أفضل الصلوٰۃ والتسلیم

سگِ غوث و رضا

فتح محمد قادری

استاذ، الجامعۃ الاسلامیہ
اشرف المدارس، گدیانہ
کان پور

❁❁❁

تقریظ جلیل

استاذ گرامی وقار
حضرت علامہ ومولانا نفیس احمد مصباحی
شیخ الادب الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور

بسم اللہ الرحمن الرحیم
حامدا و مصلیا و مسلّما

جامعہ اشرفیہ، مبارک پور کے طلبہ کا یہ امتیاز ہے کہ وہ تقریر وخطابت کے ساتھ تحریر وتصنیف کے ذریعہ بھی دین متین کی خدمت انجام دیتے ہیں۔ شرعی احکام اور اسلامی تعلیمات بندگان خدا تک پہنچا کر اپنے فریضۂ دعوت وتبلیغ سے عہدہ برآ ہوتے ہیں۔ خاص طور پر درجۂ فضیلت اور درجات تخصص سے فارغ ہونے والے طلبہ خاصی تعداد میں اپنی دستار بندی کے موقع پر کسی مفید، ضروری اور اہم موضوع پر کتاب لکھ کر یا کسی کتاب کا ترجمہ کر کے منظر عام پر لاتے ہیں اور عالمانہ ومومنانہ وقار کے ساتھ اپنی دستار بندی کا جشن مناتے ہیں اور اہل تعلق کو وہ کتاب تحفے میں دیتے ہیں۔ اگر غور کریں تو داعیانہ فکر اور عالمانہ جذبہ اسی مرد قلندر اور عالم ربانی کے اخلاص اور شبانہ روز کی بے لوث جد وجہد کا روحانی فیضان ہے جس نے ''باغ فردوس'' دار العلوم اشرفیہ کو اپنے خون جگر سے سینچ کر ''جامعہ اشرفیہ'' بنایا اور پھر اپنی زندگی کے سارے قیمتی لمحات اس کی مخلصانہ خدمت کے وقف کر دیے اور جامعہ کے احاطے میں محو استراحت ہو کر اس کی روحانی نگرانی اور سر پرستی فرما رہے ہیں، دنیا جنھیں ابو الفیض، استاذ العلماء، جلالۃ العلم اور حافظ ملت جیسے وقیع اور واقعی القاب سے جانتی، پہچانتی اور یاد کرتی ہے۔ رب کریم ان کی قبر انور پر رحمت وغفران کی موسلا دھار بارش فرمائے اور

ان کے علمی اور روحانی فیوض و برکات سے ہم سب کو بہرہ ور فرمائے۔

زیر نظر کتاب ”بعد نمازِ فرض اوراد و وظائف کا شرعی حکم“ بھی اسی سلسلۂ خیر کی ایک کڑی ہے۔ اس میں احادیث نبویہ اور معتبر فقہی کتابوں کے حوالے سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ جن فرض نمازوں کے بعد سنتیں ہیں ان کے فوراً بعد لمبی دعائیں اور اذکار و اوراد پڑھنا مکروہ تنزیہی اور خلاف اولیٰ ہے۔ بہتر یہی ہے کہ ”ربّنا اٰتنا فی الدنیا حسنة الخ“ جیسی مختصر دعا پر اکتفا کیا جائے اور سنتوں کی ادائیگی کے بعد حسب خواہش اوراد و وظائف اور لمبی دعائیں پڑھی جائیں ورنہ ثواب میں کمی ہوگی۔ ہاں! فجر اور عصر کی فرض نمازوں کے بعد طویل اوراد و وظائف اور لمبی دعائیں کرنے میں حرج نہیں، جبکہ مقتدیوں کو شاق نہ ہو اور امام کے لیے بہتر یہی ہے کہ تنہا یہ کام کرے۔

پھر احادیث نبویہ اور فقہی جزئیات کی روشنی میں یہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ امام کو فرض نمازوں سے فارغ ہونے کے بعد دائیں یا بائیں یا مقتدیوں کی طرف منھ کر کے بیٹھنا چاہیے۔ قبلہ کی طرف منھ کر کے مصلے پر بیٹھے رہنا بدعت اور خلاف سنت ہے۔ آخر میں کچھ مسنون دعائیں بھی جمع کر دی ہیں جن کا اس موقع پر پڑھنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے منقول ہے۔

اس کتاب کے مؤلف عزیز گرامی مولانا نیاز اللہ قادری رضوی زید مجدہ ہیں جو شجاعت گنج، کان پور (یوپی) کے رہنے والے ہیں۔ انھوں نے جامعہ اشرفیہ میں جماعتِ رابعہ میں داخلہ لیا اور اِس سال عرس عزیزی کے موقع پر انھیں دستار فضیلت سے نوازا جائے گا۔ عزیز موصوف نیک طینت، محنتی، مخلص، اساتذہ کے نیاز مند، مثبت اور تعمیری فکر کے حامل عالم دین ہیں۔ اس کتاب کی تکمیل پر میں انھیں مبارک باد دیتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ رب کریم ان کی یہ خدمت قبول فرمائے اور انھیں دارین کی سعادتوں اور برکتوں سے شاد کام فرمائے۔ آمین۔

نفیس احمد مصباحی

۱۷ / جمادی الاولیٰ، ۱۴۴۱ھ / ۱۳ / جنوری، ۲۰۲۰ء --- دوشنبہ مبارکہ

خادم تدریس جامعہ اشرفیہ / مبارک پور، اعظم گڑھ (یوپی)

❁❁❁

تقدیم

استاذ گرامی وقار

حضرت مولانا محمد ہارون مصباحی

استاذ الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
حامدا و مصلیا و مسلما

اللہ رب العزت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پوری امت کے لیے نمونۂ عمل بنا کر بھیجا ہے۔ آپ کی حیات طیبہ کا ایک ایک گوشہ ہمارے لیے اسوۂ حسنہ ہے جس کی اتباع و پیروی میں ہی ہماری نجات ہے۔

قرآن کریم میں ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا

(احزاب:۲۱)

حقیقت یہ ہے کہ تمھارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات میں ایک بہترین نمونہ ہے ہر اس شخص کے لیے جو اللہ اور قیامت کی امید رکھتا ہے اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے۔

Scanned with CamScanner

قرآن وحدیث کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کی بنیادی تعلیمات میں سے ایک اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اس لیے مسلمانوں کو چاہیے کہ ہر عمل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کو ہی اپنا اسوہ بنائیں اور سنت نبوی کے مطابق زندگی گزاریں۔

لیکن ہمارے معاشرے کا ایک افسوس ناک پہلو یہ بھی ہے کہ ہم سنت نبوی سے اس قدر دور ہو گئے ہیں کہ بابِ عبادت میں بھی ہم نے سنت سے دوری بنالی ہے اور جانے انجانے خلاف سنت پر عمل پیرا ہیں۔

اس کی ایک واضح مثال ہمارا یہ عمل بھی ہے کہ ہم ان فرض نمازوں کے بعد جن کے بعد سنتیں ہیں دیر تک اوراد و وظائف میں مشغول رہتے ہیں اور اپنی لاعلمی کے سبب یہ سمجھتے ہیں کہ ہم بہت بڑا نیک کام کررہے ہیں حالاں کہ اس معاملے میں سنت نبوی یہ ہے کہ فرض کی ادائیگی کے بعد مختصر دعا کریں اور سنتوں کی ادائیگی میں مصروف ہو جائیں۔

طوں کہ عام طور پر مسلمان اس مسئلے سے ناواقف ہیں اس لیے وہ خلاف سنت کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ اس لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلمانوں کو اس مسئلے سے آگاہ کیا جائے اور انھیں سنت کی خلاف ورزی سے بچایا جائے۔

عزیزم مولانا محمد نیاز اللہ مصباحی قابل مبارک باد ہیں کہ انھوں نے اس مسئلے کی اہمیت کا احساس کیا اور اس موضوع پر قلم اٹھانے کی ہمت کی اور کتاب وسنت واقوال فقہا کی روشنی میں اس مسئلے کی حقانیت واضح کی۔ موصوف نے اس مسئلے کے اثبات کے لیے فقہ کی مستند کتابوں کا مطالعہ کیا اور متعدد کتبِ فقہ سے کثیر جزئیات نقل کر کے اس مسئلے کو روشن کیا۔ موصوف نے اس مسئلے کے علاوہ کچھ اور مفید بحثوں کا بھی اس کتاب میں اضافہ کیا ہے۔ اس کتاب میں آپ درج ذیل مباحث پر اطمنان بخش معلومات پائیں گے:

(۱) بعد نمازِ فرض اوراد و وظائف طویل یا مختصر؟

(۲) امام نماز سے فراغت کے بعد کس طرف رخ کرے؟

(۳) نمازی ذکر وورد آہستہ کرے یا بلند آواز میں؟

(۴) دعا کی فضیلت واہمیت۔

(۵) احادیث میں منقول دعائیں۔

Scanned with CamScanner

گرامی قدر مولانا موصوف نے اپنی بساط بھر ان مباحث پر اچھی اور علمی گفتگو کی ہے اور کتاب کو نافع ومفید بنانے کی بھرپور کوشش کی ہے اور علمی دنیا میں ایک گراں قدر سرمایے کا اضافہ کیا ہے۔

اب کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے، اس کا مطالعہ کریں، اس کے علمی مباحث سے استفادہ کریں اور کوئی خامی نظر آئے تو صاحب کتاب کو آگاہ کریں اور اس مقصد خیر میں صاحبِ کتاب کی مدد کریں جس کے پیشِ نظر انھوں نے یہ کتاب لکھی یعنی نماز فرض کے بعد ذکر و ورد کے مسئلے سے لوگوں کو آگاہ کریں، خصوصًا ائمۂ مساجد کو اس سے آگاہ کریں، ہو سکے تو یہ کتاب ان تک پہنچائے اور اجر وثواب کے مستحق ہوں۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ مولانا نیاز اللہ مصباحی کے علم وعمل میں اضافہ فرمایے، ان کی اس کتاب کو قبولِ عام عطا فرمائے اور ان کی اس کتاب کو لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بنائے اور مزید لکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین

وصلّی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ وصحبہ وأجمعین

۱۰ر جنوری، ۲۰۲۰ء

محمد ہارون مصباحی

۱۴ر جمادی الاولیٰ، ۱۴۴۱ھ

استاذ، الجامعۃ الاشرفیہ

جمعۃ المبارکہ

مبارک پور، اعظم گڑھ (یوپی)

❁❁❁

سبب تالیف

رب کریم کا احسان عظیم ہے کہ جس نے مجھے علم دین کی تحصیل کی توفیق بخشی اور مجھے تشنگی علم کی تسکین کی خاطر ہندوستان کے ایک عظیم ادارے الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ میں داخلہ لینے کا موقع عنایت فرمایا۔ الجامعۃ الاشرفیہ سرزمین ہند کا وہ عظیم ادارہ ہے جو محتاج تعارف نہیں، جو علم سرور دین اور مسلک اعلی حضرت علیہ الرحمہ کا سچا ترجمان ہے اور جہاں علم و فضل کے بے شمار درخشندہ ستارے ہیں چناں چہ اپنے مشفق اساتذہ کے فیض رسانی کے توسط سے ایک منتخب موضوع پر قلم برداشتہ ہوا اور اس سلسلہ میں ہم سب سے پہلے اپنے مشفق استاذ عمدۃ المحققین، خیر الاذکیاء، علامہ محمد احمد مصباحی صاحب ناظم تعلیمات و سابق صدر المدرسین الجامعۃ الاشرفیہ کی بارگاہ میں زانوے ادب تہ کیا آپ نے جامعہ کے ایک مؤقر استاذ حضرت مولانا محمد ہارون مصباحی صاحب قبلہ کی سرپرستی میں کام کرنے کا مشورہ دیا چناں چہ اس کتاب کے اصل محرک سرکار حافظ ملت علیہ الرحمہ والرضوان کے چمن فیض ''الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور'' کے ایک مؤقر استاذ حضرت مولانا محمد ہارون صاحب مصباحی ہیں جنہوں نے ناچیز کو ایک منتخب موضوع پر کتاب لکھنے کی اہمیت وافادیت سے روشناس کرایا اور ساتھ ہی قدم قدم پر میرے عزم و حوصلہ کو استحکام بخشا اور اپنی بے پناہ مصروفیات کے باوجود اپنا قیمتی وقت نکال کر اس کتاب پر ایک خوبصورت تقدیم رقم فرمائی اور ساتھ ہی اپنے

Scanned with CamScanner

بے حد مشفق اور مشیر اعلی استاذ حضرت مولانا نفیس احمد شیخ الادب الجامعۃ الاشرفیہ کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہوں گا کہ جنھوں نے اس کتاب پر ایک گراں قدر تقریظ بھی رقم فرمائی اور مفید مشوروں سے بھی نوازا۔ ہم دل کی اتھاہ گہرائیوں سے ان دونوں حضرات کے بے حد ممنون ہیں اور اپنے رب تعالی سے دعا کرتے ہیں کہ ان کے علم و فضل میں خوب برکتیں نازل فرمائے۔

استاذ موصوف نے سبب یہ بتایا کہ عام طور پر مساجد کے ائمہ کرام بعد نماز فرض ذکر ودعا کی خاطر ایک طویل وقت لیتے ہیں جس کے سبب ان کی اقتدا میں نماز میں پڑھنے والے بار خاطر ہو جاتے ہیں اور انہیں بہت ہی مشقتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے بلکہ بعض کم نصیب تو اس کے سبب جماعت میں حاضری کے ترک کو بھی مباح سمجھتے ہیں ایسے عالم میں ان ائمہ کرام کی صحیح رہنمائی کرنا تقاضائے وقت ہے کیوں کہ عام طوز پر وہ فقہی مسائل سے نابلد ہوتے ہیں۔ ائمہ کرام کی اس بے راہ روی کے خطرناک نتائج کو محسوس کرتے ہوئے آپ نے مجھے اس موضوع پر قلم اٹھانے کا حکم دیا چنانچہ راقم نے مسئلۂ مبحوثہ کی تحقیق اور تدقیق کے لئے صحاحِ ستہ اور کتبِ فقہ و شروحِ احادیث میں تقریباً پندرہ (۱۵) سے زائد کتابوں کے حوالے کے ذریعہ مدعا کو واضح کرنے کی کوشش کی ہے جس سے مقصود فقط رب تعالی کی رضا اور اصلاحِ امت ہے۔ اس کے علاوہ چند مسائل اور بھی ذکر کر دئے ہیں جس کی میں نے حالات حاضرہ کے پیش نظر ضرورت محسوس کی جیسے بعد نماز فرض امام کس جانب منھ کر کے بیٹھے؟ یوں ہی سنت اور نفل کی ادائیگی الگ الگ مقام پر ہونا کیسا ہے؟ درست ہے یا نہیں۔ ذکر جلی و خفی وغیرہ کب کریں؟ اور آخر میں احادیثِ کریمہ میں منقول و ماثور دعاؤں کا ایک حسین گلدستہ بھی رکھ دیا ہے کہ جن دعاؤں کے بارے میں حضور سرکار اعلی حضرت علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ مجھے جب بھی کوئی حاجت محسوس ہوتی تو میں احادیث شریفہ میں منقول دعاؤں کو پڑھ لیتا ہوں الحمدللہ دامن مراد کو گوہر مراد کے ساتھ سمیٹتا ہوں۔

شکریہ کی سوغات پیش کرتا ہوں مولانا بشارت علی صدیقی اشرفی صاحب [بانی- اشرفیہ اسلامک فاؤنڈیشن] کی جناب میں، جن کی امداد و تعاون سے یہ کتاب "**بعد نمازِ فرض اوراد و وظائف کا شرعی حکم**" منظر عام پر آ رہی ہے۔

آخر میں میں اپنے جمیع معاونین اور بالخصوص مصباحی بردران مولانا محمد نور الہدی و مولانا خان محمد طلحہ نظامی صاحبان کا بے حد ممنون ہوں کہ انھوں نے اس کاروانِ عمل میں ہمارا ساتھ دیا، رب تعالی کی بارگاہ میں استدعا ہے کہ میری اس کاوش کو قبول فرمائے اور امتِ مسلمہ کو اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے اور جملہ معاونین کو اجر جزیل عطا فرمائے۔آمین!

محمد نیاز اللہ صدیقی قادری رضوی مصباحی
متعلم: جماعت فضیلت،
ازہرِ ہند الجامعۃ الاشرفیۃ، مبارک پور، اعظم گڑھ
۔یو۔پی ۔الھند۔
سکونت:
شجاعت گنج، کان پور، یوپی۔
یک شنبہ، ۱۶۔دسمبر، ۲۰۱۹۔۱۷، ربیع الثانی، ۱۴۴۱ھ۔
موبائل نمبر: (7499453648)

۞۞۞

Scanned with CamScanner

الحمد للہ رب العلمین
والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی آلہ أصحابہ أجمعین

آج کل عموماً ہمارے مساجد کے اماموں کا یہ حال ہو گیا ہے کہ وہ ہر فرض نماز کے بعد خواہ اس کے بعد سنن ونوافل ہوں یا نہ ہوں وہ تسبیحِ فاطمی اور دیگر وظائف کے لئے ایک طویل وقت لیتے ہیں جس کے سبب ان کی اقتدا میں نماز پڑھنے والے دیر تک بیٹھنے کی وجہ سے پریشان خاطر ہو جاتے ہیں اور اپنی بغلیں جھانکنا شروع کر دیتے ہیں یہاں تک کہ موقع پاتے ہی فوراً دعا مانگے بغیر راہِ فرار اختیار کرتے ہیں کیوں کہ ان کی اقتدا میں نماز پڑھنے والوں میں ہر طبقے کے افراد شامل ہوتے ہیں مثلاً ملازمین، دکاندار، اساتذہ وطلبا اور ان کے علاوہ بعض افراد ایسے افراد بھی شامل ہوتے ہیں جو شدید حاجت مند ہوتے ہیں تو اب ان حضرات کے حق میں بعد ادائیگی فرض ایک مستحب فعل کی خاطر دیر تک ٹھہرنا یقیناً بارِ خاطر اور اکتاہت کا سبب بنے گا۔

اس کی اصل وجہ ہمارے مساجد کے ائمۂ کرام کا وہ عمل ہے جو خلافِ سنت اور خلافِ معمولِ سلف وخلف ہے، فقہ کی بیشتر کتابوں میں اس بات کی صراحت موجود ہے کہ جن فرض نمازوں کے بعد سنن ونوافل ہوں ان فرض نمازوں میں سلام پھیرنے کے بعد مختصر وظائف ودعاؤں پر اکتفا کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور اگر سنت کو مؤخر کر کے اوراد ووظائف میں لگ گئے تو سنتوں کا ثواب کم ہو جائے گا اور اس لئے بھی کہ سنت فرض کے لواحق میں سے ہے لہذا سنت کے بعد اوراد وظائف کا لانا حقیقت میں فرض ہی کے بعد لانا ہے جیسا کہ ردالمحتار اور بہارِ شریعت وغیرہ کتبِ فقہ میں صراحت کے ساتھ موجود ہے۔

Scanned with CamScanner

اب ہم ان شاء اللہ ذیل میں چند احادیثِ کریمہ اور مستند کتبِ فقہ سے اس مسئلہ کی وضاحت کریں گے تاکہ یہ مسئلہ روزِ روشن کی آشکارا ہو جائے اور اس کے ساتھ ساتھ اس باب میں دیگر اقوالِ ائمہ وفقہا کو پیش کریں گے اور فقہی شواہد کی روشنی میں تطبیق بھی دیں گے تاکہ تمام اعتراضات بحسن وخوبی دفع ہو جائیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

فَاِذَا فَرَغۡتَ فَانۡصَبۡ وَاِلٰی رَبِّكَ فَارۡغَبۡ

(سورۃ الم نشرح۔ آیۃ ۷،۸)

جب آپ (نماز سے) فارغ ہو جائیں تو دعا میں محنت کریں اور اپنے رب کی طرف رجوع کریں۔

اس آیت کریمہ سے ہمارے بعض فقہا نے بعد نمازِ فرض دعا مانگنے کو ثابت کیا ہے مگر اس دعا کی مقدار کیا ہوگی؟ وہ مجمل ہے، اس کی تفصیل وتوضیح کے لئے ہمیں احادیثِ کریمہ کو دیکھنا ہوگا،

ایک اہم سوال

فرض نماز کے بعد بغیر کسی وقفہ کے فوراً سنت کے لئے قیام کرنا جائز نہیں کیوں کہ حدیث شریف میں اس طرح کے فعل پر وعید آئی ہے اور بعض کتبِ فقہ مثلاً نور الایضاح اور شرحِ شہید میں ہے کہ ہمارے فقہا نے فرمایا:

القیام الی السنۃ متصلاً بالفرض مسنون عندنا

(نور الایضاح فصل: فی الاذکار الواردۃ بعد الفرض)

ہمارے نزدیک فرض کے بعد فوراً سنت کے لئے کھڑے ہونا مسنون ہے۔

ہم انشاء اللہ آگے اس کی توجیہ کریں گے کہ مصلی جب امام ہو تو اگر فرض نماز کے بعد سنت پڑھنا ہو تو کھڑا ہو جائے اور اپنی جگہ سے دائیں یا بائیں یا پیچھے کی طرف منحرف ہو جائے، قبلہ کی طرف منھ کر کے بیٹھنا بدعت ہے اور اگر سنت وغیرہ نہ پڑھنا ہو تو پھر بیٹھا رہے اور اپنے وظائف پورا کرے اب ہم اپنے فقہا کے قول توجیہ حدیث شریف کی روشنی میں بیان کریں گے۔

Scanned with CamScanner

امام ابوداؤد نے ابورمثہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا:

قال صليت هذه الصلاة أو مثله هذه الصلاة مع رسول الله ﷺ وكان ابو بكر و عمر يقومان في الصف المقدم عن يمينه وكان رجل قد شهد التكبيرة الأولى من الصلاة فصلى رسول لله ﷺ صلاة ثم سلم عن يمينه و عن يساره حتى رأينا بياض خديه ثم انفتل كانفتال أبي رمثة يعني نفسه فقال الرجل الذي أدرك معه التكبيرة الأولى من الصلوة يشفع فو ثب اليه عمر رضي الله عنه فأخذ بمنكبه فهزّه ثم قال اجلس فانه لم يهلك أهل الكتاب الا أنهم لم يكن بين صلاتهم فصل فرفع النبي ﷺ بصره فقال أصاب الله بك يا ابن الخطاب. (ابو داود، باب: في الرجل يتطوع في مكانه الذي صلى فيه المكتوبة، ح: ۱۰۰۸)

حضرت ابورمثہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ:

میں نے یہ نماز یا اس کے مثل رسول للہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ پڑھی حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہما اگلی صف میں داہنی جانب تھے ایک شخص نماز میں تکبیرِ اولیٰ کے وقت حاضر ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھائی پھر آپ نے دائیں اور بائیں جانب سلام پھیرا یہاں تک کہ ہم نے آپ کے رخسار کی سفیدی ملاحظہ کی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے مصلے سے پھر گئے ایسے ہی جیسے میں پھرا تو یکا یک وہ شخص جو تکبیر اولی کے وقت نماز میں حاضر ہوا تھا کھڑا ہو گیا تا کہ پڑھی ہوئی فرض نماز کو سنت سے ملا دے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تیزی کے ساتھ دوڑ پڑے اور اس شخص کے مونڈھے کو پکڑا اور اسے حرکت دی پھر فرمایا کہ بیٹھو کیوں کہ اہل کتاب کو صرف اسی بات نے ہلاک کر دیا تھا کہ ان کی نمازوں کے درمیان کوئی فصل نہ تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی نگاہ اٹھائی اور فرمایا کہ اے ابن خطاب اللہ نے تم کو حق تک پہونچایا۔

مذکورہ حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ بعد نماز فرض تھوڑا بیٹھنا ضروری ہے ورنہ وعید مذکور کے مستحق ہوں گے (نعوذ باللہ من ذالك) کیوں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس مرد کو روک کر منع فرمایا تھا کہ پچھلی امت اپنے اسی عمل کے تحت ہلاک ہو گئی پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے خطاب کے ذریعہ ان کی تصویب فرمائی۔

Scanned with CamScanner

ایک سوال کا جواب

لیکن اب سوال یہ پیدا ہوا کہ بعد نماز فرض کس قدر بیٹھنا ضروری ہے تاکہ وعید مذکور سے بچا جا سکے اسکا جواب بھی خود حدیث شریف میں موجود ہے:

عن عائشة قالت كان النبي ﷺ اذا سلم لم يقعد الا مقدار ما يقول اللهم انت السلام ومنك السلام تباركت ذا الجلال والاكرام وفي رواية ابن نمير يا ذا الجلال والاكرام

(مسلم شریف، باب استحباب الذکر بعد الصلاۃ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف ان کلمات کے پڑھنے کی مقدار بعد نماز فرض بیٹھتے تھے:

اللهم انت السلام واليك يرجع السلام الخ ابن نمیر کی روایت میں یا ذا الجلال والاکرام کی بھی ہے۔

یہ روایت حضرت ابورمثہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے مخالف نہیں ہے کیونکہ اتنی مقدار بیٹھنے میں وہ کراہت ختم ہو جاتی ہے جسکو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے محسوس کیا تھا کیوں کہ فصل قلیل اس مقدار جلوس میں پالیا گیا اور اس فصل قلیل نے مصلی کو وعید مذکور سے خارج کر دیا لیکن اس حدیث کا مطلب حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس طرح بیان فرماتے ہیں:

كان رسول الله ﷺ اذا سلم اى من الصلاة المكتوبة التي بعدها سنة لم يقعد اى بين الفريضة والسنة الا مقدار ما يقول لانه صح انه كان يقعد بعد أداء الصبح على مصلاه حتى تطلع الشمس. (مرقاۃ الذکر بعد الصلاۃ، ص ۳۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب فرض نماز کے بعد سلام پھیرتے جس کے بعد سنت ہوتی تو آپ فرض اور سنت کے درمیان صرف اتنی ہی مقدار میں بیٹھتے جس میں یہ دعا پڑھ لیتے اللهم انت السلام الخ کیونکہ یہ بات ثابت شدہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح کی نماز کے بعد اپنے مصلے پر ذکر وغیرہ کی غرض سے بیٹھے رہتے یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جاتا۔

پھر آگے فرماتے ہیں:

قال ابن الحجر والمعنى الا قدر زمان يقول هو او القائل.

Scanned with CamScanner

مطلب یہ ہے کہ اتنے کلمات کہنے کی مقدار تک ٹھہرتے تھے اور اس کے علاوہ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے اس کے بعد دو رکعت نماز پڑھنے کی فضیلت بیان فرمائی۔

عن أنس قال قال رسول اللهﷺ: من صلى الفجر في جماعة ثم قعد يذكر الله حتى تطلع الشمس ثم صلى ركعتين كانت له كأجر حجة و عمرة (ترمذی شریف، باب: ما ذكر مما يستحب من الجلوس في المسجد بعد صلوة الصبح حتى تطلع الشمس، ح: ٥٨٦) قال ابو عيسى هذا حديث حسن صحيح.

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جس نے فجر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی پھر بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرتا رہے یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے پھر دو رکعت نماز پڑھے تو اس کے لئے ایک حج اور ایک عمرہ کا ثواب ہے۔

امام ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ بلکہ خود ایک روایت امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس سلسلے میں ایک روایت اپنی سنن میں ذکر کیا۔

لأن أقعد مع قوم يذكرون الله من صلاة العصر الى أن تغرب الشمس أحب الى من أعتق أربعة (ابو داود، باب: في القصص، ح: ٣٦٦٧)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

میرا ایک ایسی قوم کے ساتھ بیٹھنا جو نماز عصر سے لیکر سے غروبِ شمس تک اللہ کے ذکر میں مشغول رہے یہ مجھے زیادہ محبوب ہے اس بات سے کہ میں چار غلام کو آزاد کروں۔

لہذا ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے اتنی مقدار تک بیٹھنے کا ثبوت ملتا ہے اور حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا مطلب واضح کر دیا کہ اس سے مراد وہ فرض نماز ہے جس کے بعد سنت پڑھنی ہو لھذا اب ان نمازوں میں اس مقدار سے زیادہ بیٹھنا درست نہ ہوگا کیونکہ یہ فعل مکروہ تنزیہی اور خلافِ اولیٰ ہے۔

دوسری حدیث ملاحظہ فرمائیں:

عن أم سلمة رضي الله عنها عن النبي ﷺ كان اذا سلم قام النساء حين يقضي تسليمه و مكث يسيرًا قبل أن يقوم. (بخاری، ج ١، باب:

Scanned with CamScanner

التسليم۔ح۔۸۴۹)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

جب آپ ﷺ سلام پھیرتے تو عورتیں کھڑی ہوتیں یہاں تک کہ وہ اپنے گھروں کی طرف روانہ ہو جاتیں اور آپ ﷺ تھوڑی دیر تک اپنی جگہ پر بیٹھتے رہتے تھے۔

عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری میں علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی توضیح میں صاحب توضیح علامہ مسعود بن تاج الشریعہ رحمھم اللہ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

لا کن ظاھر حدیث البراء بن عازب رمقت صلاۃ النبی ﷺ الخ رواہ مسلم۔

لیکن حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ حضور کی نماز کا اعتدال بیان کرتے ہوئے آخر حدیث میں روایت کرتے ہیں جس کا ظاہری مفہوم یہ ہے کہ جس کو امام مسلم نے بھی روایت کیا' بل کان یجلس بعد السلام جلسة قریبةمن السجود' بلکہ آپ ﷺ سلام پھیرنے کے بعد صرف اتنی دیر بیٹھتے کہ جس کی مقدار تقریباً سجدوں کی مقدار ہوتی۔لیکن صاحب توضیح نے اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ سلام کی مقدار کیا تھی؟ یہ مقدار مجہول ہے، تحقیق یہ ہے کہ سجدہ کرنے میں جتنا وقت لگتا ہے اسی قدر آپ ﷺ کا بیٹھنا ہوتا۔ (عمدۃ القاری،ص:۱۲۲)

اگر صحیح اندازہ کیا جائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں جو مذکور ہے کہ آپ یہ دعا پڑھنے کی مقدار بیٹھے:

'اللھم أنت سلام ومنك السلام تبارکت یا ذا الجلال والا کرام' اور یوں ہی سجدے کی تسبیحات جو تین یا پانچ مرتبہ پڑھی جاتی ہے اگر ان دونوں کی مقدار کا صحیح اندازہ کیا جائے تو تسبیحات تقریباً اس دعا کے مقدار ہوں گی۔تو حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی حدیث سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول کو تقویت ملتی ہے اور یہ بات بھی ظاہر ہو جاتی ہے کہ بعد نماز فرض اتنی ہی مقدار میں بیٹھنا چاہیئے تا کہ سنتِ نبوی ﷺ پر عمل ہو سکے۔

Scanned with CamScanner

ایک اہم سوال

رہی یہ بات کہ جن احادیث کریمہ میں دیگر وظائف کا ثبوت ملتا ہے مثلاً مسلم شریف میں:

عن أبي هريرة عن رسول الله ﷺ قال: من سبح الله في دبر كل صلاة ثلاثا وثلاثين وحمد الله ثلاثًا وثلاثين وكبر الله ثلاثاو ثلاثين فتلك تسعة وتسعون قال تمام المئة لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير غفرت له خطاياه وان كانت مثل زبد البحر. (مسلم شریف،باب،استحباب الذکر بعد الصلاۃ۔ص۲۱۹)

جس شخص نے ہر نماز کے بعد ۳۳، بار سبحان اللہ ۳۳، بار الحمد للہ اور ۳۳، بار، اللہ اکبر، اس کی تمامیت پر لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شي قدير پڑھا اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے اگر چہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔

یوں ہی مسلم شریف میں دوسری حدیث حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں:

سمعت رسول الله ﷺ يقول: اذا قضى الصلوة في دبر كل صلاة مكتوبه لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير اللهم لا مانع لما أعطيت ولا معطي لما منعت ولا ينفع ذا الجد منك الجد. (مسلم شریف۔باب۔استحباب الذکر بعد الصلاۃ،ص۔۲۱۸)

یا ترمذی شریف میں کچھ اس طرح ہے:

عن ساعد يقول أن رسول الله ﷺ يتعوذ بهذه الكلمات اللهم اني أعوذ بك من الجبن وأعوذ بك من البخل وأعوذ بك من أرذل العمر وأعوذ بك من فتنة الدنيا وعذاب القبر (ترمذی، کتاب الدعوات)

یا اس طرح کی جو احادیث مختصر دعاؤں پر مشتمل ہیں یہ سب کی سب اس مقدار میں داخل ہوں گی جس کو امام مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے پہلی والی روایت جس کو امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے جس میں تسبیحِ فاطمی کا

Scanned with CamScanner

ذکر ہے کیونکہ اس روایت میں اتنا تو ذکر ہے کہ ہر نماز کے بعد یہ وظیفہ پڑھے لیکن اس میں اس کا ثبوت ہرگز نہیں کہ اسے بعد نمازِ فرض دعا مانگنے سے پہلے پڑھے۔ بلکہ سرکار علیہ السلام سے بھی ان وظائف فاطمی پڑھنے کا ثبوت نہیں ملتا۔ ہاں آپ ﷺ بعد نماز فرض کچھ پڑھتے لیکن مستقلاً ایک ہی وظیفہ معمولِ رسالت ہوا ایسا ہرگز نہیں بلکہ کبھی ان ہی الفاظ سے دعا مانگتے اور کبھی دوسرے الفاظ سے مگر سب کی مقدار تقریباً اتنی ہی ہوتی ہے جس کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کیا یعنی اللھم انت السلام الخ والی روایت کی مقدار اور اگر ان اوراد و وظائف کے سبب سنت کو مؤخر کیا تو سنت کا ثواب بھی کم ہو جائے گا جیسا کہ فتاویٰ شامی، فتح القدیر اور غنیۃ میں موجود ہے اور اس کی صراحت دیگر کتبِ فقہ میں بہت بسط و تفصیل کے ساتھ موجود ہے ہم ان شاء اللہ اس کو بیان کریں گے اور یہ ثابت کریں گے کہ بعینہ یہی الفاظ مراد نہیں ہے بلکہ ان الفاظ پڑھنے کی مقدار تک ٹھہرنا مراد ہے۔

ہاں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت جس میں تسبیحِ فاطمی کا ذکر ہے جس کو امام مسلم نے روایت کیا اور یوں ہی جو احادیث میں طویل ذکر و اذکار کا ثبوت ملتا ہے یہ سب کے سب سنت کے بعد پڑھے جائیں گے جب کہ فرض نماز کے بعد سنت ہوں ورنہ فرض نماز کے بعد مثلاً نمازِ فجر اور عصر کے بعد پڑھیں گے مگر اس شرط کے ساتھ کہ اس کے سبب مقتدیوں میں کوئی خلل پیدا نہ ہو کہ وہ بدظن ہوں گے اور یہ جائز نہیں جیسا کہ فتاویٰ رضویہ میں موجود ہے ہم انشاء اللہ اس کو بیان کریں گے اور اگر سنت ہو تو سنت کی وجہ سے مختصر ورد و وظیفہ پر اکتفا کرے جیسا کہ صحیحین اور دیگر احادیث کی کتابوں میں موجود ہے۔ پھر سنتوں کے بعد جو اذکار طویلہ وارد ہیں ان کو پڑھیں کیوں کہ سنت فرض کے لواحق اور اس کے توابع میں سے ہے تو اب سنت کے بعد اوراد و وظائف کو پڑھنا حقیقت میں فرض ہی کے بعد پڑھنا ہوگا۔

اب ہم کتبِ فقہ کی روشنی میں اس مسئلہ کی مزید وضاحت کریں گے تاکہ یہ مسئلہ روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے اور کسی کے اندر شک و شبہ کی گنجائش نہ رہ جائے اور ہم انشاء اللہ ان اقوال کی بھی وضاحت کریں گے جن سے مدعا کا ثبوت ہو۔

(۱)۔ بہار شریعت میں اس کا ثبوت

اردو زبان میں کتب فقہ کی ایک مشہور کتاب ''بہار شریعت'' میں ہے۔ ''نماز کے

Scanned with CamScanner

بعد جواذ کار طویلہ احادیث میں وارد ہے وہ ظہر و مغرب اور عشاء میں سنتوں کے بعد پڑھے جائیں قبل سنت مختصر دعا پر قناعت چاہئے ورنہ سنتوں کا ثواب کم ہو جائے گا۔ (بہار شریعت۔حصہ سوم، نماز کے بعد ذکر و دعا۔ص۔۵۳۹، مطبوعہ مکتبۃ المدنیہ)

(۲)۔فتاوی رضویہ [جلد ششم، باب صفۃ الصلوۃ] میں اس مسئلہ کی وضاحت:

فتاوی رضویہ میں بھی ایک سوال اسی طرح کا مذکور ہے: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں ادھر کے لوگ صبح اور عصر میں بعدِ سلام اولِ تسبیحات کے بعد دعا پڑھ کر مانگتے اور وہاں بعد سلام فوراً دعا، ان میں کون سا طریقہ سنت ہے اور کیا ثبوت ہے؟

الجواب: نماز کے بعد دعا ثابت ہے، اور تسبیح حضرت بتول زہرا رضی اللہ عنہا بھی صحیح حدیثوں میں آئی ہے صبح اور عصر کے بعد سنتیں نہیں ان کے بعد ذکر طویل کا موقع ہے اگر مسلمانوں میں یہ رسم پڑ گئی ہے اور ضرور محمود ہے کہ بعد سلام امام کے ساتھ دعا مانگتے ہیں اور اگر وہ دعا میں دیر کرے منتظر رہتے ہیں ان کے ساتھ دعا مانگنے کے بعد متفرق ہوتے ہیں اس حالت میں تسبیحات کی تقدیم اگر خوب ثابت ہو کہ ان میں کسی ایک فرد پر ثقیل نہ ہو گی تو کچھ حرج نہیں ورنہ یہی بہتر ہے کہ خفیف دعا مانگ کر کے فارغ کر دیں پھر جس کے جی میں آئے تسبیحات میں شامل رہے۔(واللہ اعلم)

یوں ہی ایک سوال اور مذکور ہے: جس فرض نماز کے بعد سنت ہے اس فرض نماز کے بعد مناجات کرنا درست ہے؟ یا بغیر مناجات کے سنت ادا کر کے یا مختصر مناجات کے بعد سنت شروع کرے؟ دلیل حدیث یا فقہ کی کتاب سے مع عبارت ہونی چاہئے، مع نشانِ باب و نام کتاب۔

الجواب: جائز و درست تو مطلقاً ہے مگر فصلِ طویل مکروہ تنزیہی اور خلافِ اولیٰ ہے اور فصلِ قلیل میں اصلاً کوئی حرج نہیں۔ (درمختار، فصل صفۃ الصلاۃ)

یکرہ تأخیر السنۃ الا بقدر أللھم انت السلام الخ وقال الحلوانی لا باس باالفصل با لأوراد و اختارہ الکمال وقال الحلبی ان أرید با لکراھۃ التنزیھیۃ ارتفع الخلاف قلت وفی حفظی حملہ علی القلیلۃ.

Scanned with CamScanner

سنت کو مؤخر کرنا مکروہ ہے ہاں مگر اس دعا کے پڑھنے کی مقدار تک جائز ہے اللّٰھم
انت السلام۔ امام حلوانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اوراد و وظائف کے ذریعے فصل کرنے
میں کوئی حرج نہیں، علامہ کمال نے اسی کو پسند کیا، امام حلبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اگر کراہت
سے مراد کراہت تنزیہی ہو تب تو اختلاف کم ہو گیا میں کہتا ہوں میرے گمان میں اس کو انہوں
نے اورادِ قلیلہ پر محمول کیا ہے۔

فتح القدیر میں ہے:

قول الحلوانی لابأس الخ.... والمشهور فی هذه العبارة کونه خلافه
اولی فکأنه معناها أن الأولیٰ أن لا یقرأ ای الأوراد قبل السنة ولو فعل
لابأس مختصرًا نقله الشامی ثم قال وتبعه علی ذلك تلمیذه فی الحلیة وقال
فتحمل الکراهة فی قول البقالی علی التنزیهیة لعدم دلیل التحریمیة حتی
لو صلاها بعد الأوراد تقع سنة مؤداة لکن لا فی وقتها المسنون.

امام حلوانی کے قول لا باس کا مطلب مشہور خلافِ اولیٰ ہونا ہے گویا اس کا مطلب
یہ ہے کہ اولیٰ اور بہتر یہ کہ سنت سے پہلے اوراد و وظائف پڑھ لئے جائیں اور اگر کر لیا تو کوئی
حرج نہیں جیسا کہ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے پھر صاحب درمختار نے فرمایا کہ یہی
بات ان کے شاگرد نے بھی حلیہ میں ذکر کی اور فرمایا کہ امام بقالی کے قول میں جو کراہت مذکور
ہے وہ تنزیہی پر محمول کریں گے کیوں کہ تحریمی پر کوئی دلیل موجود نہیں یہاں تک کہ اگر اسنے
بعض اوراد پڑھ لئے تو سنت تو ادا ہو جائے گی مگر وہ اپنے وقتِ مسنون پر ادا نہ ہوگی۔

ردالمحتار میں ہے:

رواه مسلم والترمذی عن عائشة رضی الله عنها کان لا یقعد الا
بمقدار ما یقول اللهم أنت السلام الخ... قال: وقول عائشة بمقدار لا
یفید أنه وکان ذلك بعینه بل کان یقعد بقدر ما یسعه ونحوه من القول
تقریبا فلا ینافی فیما فی الصحیحین من أنه ﷺ کان یقول فی دبر کل صلاة
مکتوبة لا اله الا الله وحده لا شریك له له الملك وله الحمد وهو علی کل شئی
قدیر، اللهم لا مانع لما أعطیت ولا معطی لما منعت ولا ینفع ذا الجد منك
الجد، وتمامه فی شرح المنیة وکذا فی الفتح القدیر من الوتر والنوافل.

امام مسلم و امام ترمذی رحمہما اللہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں:

Scanned with CamScanner

آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دعا اللھم انت الخ ۔۔۔ پڑھنے کے مقدار تک بیٹھتے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول اس بات کا افادہ نہیں کرتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بعینہ یہی دعا پڑھتے ہوں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہی یا اسی کی طرح تقریباً کوئی دوسری دعا پڑھنے کے مقدار بیٹھتے لھذا یہ صحت میں اس بات کے منافی نہیں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بعد نماز یہ پڑھتے لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ الخ اسی طرح فتح القدیر کے باب وتر ونفل وشرح منیہ میں اس کی مکمل بحث موجود ہے۔

غنیۃ شرح منیہ میں ہے:

وکذا ما روی مسلم وغیرہ عن عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما کان رسول اللہ ﷺ اذا سلم من صلاۃ فقال بصوتہ الأعلی لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریك لہ لہ الملك ولہ الحمد وھو علی کل شئی قدیر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ ولا نعبد الا ایاہ لہ النعمۃ ولہ الفضل ولہ الثناء الحسن لا الہ الا اللہ مخلصین لہ الدین ولو کرہ الکافرون لأن المقدار المذکور من حیث التقریب دون التحدید قد یسع کل واحد من نحو ھذہ الأذکار لعدم التفاوت الکثیرۃ منہا الخ ۔۔۔

ترجمہ ومفہوم:

اسی طرح وہ حدیث (یعنی حضرت عائشہ کا قول) اس حدیث کے منافی نہیں ہے جس کو امام مسلم وغیرہ نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوتے تو بلند آواز سے کہتے لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریك الخ ۔۔۔ کیونکہ مقدار مذکور تقریبی اعتبار سے ہے نہ کہ تحدیدی اعتبار سے۔ اس مقدار میں ان اذکار میں سے ہر ایک کو پڑھا جاسکتا ہے کیونکہ ان کے درمیان کوئی فرق نہیں۔

أشعۃ اللمعات شرح مشکاۃ، باب الذکر بعد الصلاۃ میں ہے:

بایددانست أنست کہ تقدیم روایت منافی نیستے بعدیتے راکہ در باب بعض ادعیہ و اذکار در باب بعض ادعیۃ و اذکار در احادیث واقع شدہ است کہ بخواند بعد از نماز فجر و مغرب دہ بار لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شئی قدیر۔

ترجمہ ومفہوم:

Scanned with CamScanner

یہاں اس بات کا جاننا ضروری ہے کہ تقدیم والی روایت بعدیت والی روایت کے منافی نہیں کیونکہ بعض دعاؤں اوراذکار کے بارے میں احادیث موجود ہے ایک روایت میں ہے کہ نمازِ فجر اور مغرب کے بعد دس مرتبہ یہ کلمات پڑھے جائیں ، لاالہ الااللہ وحدہ لاشریک لہ الخ---

یہاں سے ظاہر ہوا کہ آیۃ الکرسی یا فرضِ مغرب کے بعد دس مرتبہ توحید پڑھنا فصلِ قلیل ہے۔

فتاویٰ رضویہ میں ایک سوال اور مذکور ہے زید بعد نماز جماعتِ فریضہ قبل از مانگنے دعا ایک مرتبہ کلمہ توحید روز بعد مانگنے دعا کلمہ طیبہ تین مرتبہ اور ایک مرتبہ کلمہ شہادت بہ آواز بلند بنیتِ حاضرین جماعت پڑھا کرتا ہے یہ فعل اس کا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:

جائز ہے مگر حاضرین کو ان کی خوشی پر رکھا جائے مجبور نہ کیا جائے۔

نتیجہ یہ نکلا کہ ہر فرض نماز کے بعد سنت ہو تو فصلِ قلیل کے ساتھ ذکرِ قلیل جائز و درست ہے ورنہ ذکرِ طویل جائز نہیں مگر اس میں بھی اس بات کا لحاظ ضروری ہے کہ حاضرینِ جماعت پر شاق نہ گزرے۔

(۳)-فتاویٰ عالمگیری میں اس مسئلہ کی وضاحت:

فقہ حنفی کی ایک مشہور کتاب فتاویٰ عالمگیری میں بھی اس مسئلہ کی وضاحت موجود ہے۔

واذا سلم الامام من الظهر والمغرب والعشاء كره له المكث قاعدا لكنه يقوم الى التطوع ولا يتطوع فى مكان الفريضة ولكن ينحرف يمنة أو يسرة أو يتأخر.

جب امام ظہر، مغرب اور عشا سے سلام پھیرے تو اس کے لئے مکروہ ہے کہ وہ بیٹھ جائے بلکہ وہ سنت کی ادائیگی کے لئے کھڑا ہو جائے لیکن وہ امام اپنی جائے نماز پر نہ پڑھے بلکہ دائیں یا بائیں ہٹ کر پڑھے۔

فى صلوة لا تطوع بعدها اى الفجر والعصر يكره المكث قاعدا فى مكانه مستقبل القبلة والنبى ﷺ سمى هذا بدعة و فى الحجة الامام اذا فرغ

Scanned with CamScanner

من الظهر والمغرب والعشاء يشرع فى السنة ولا يشتغل بأدعية طويلة وكذا فى التاتار خانية.(فتاوى عالمگیری، باب:الفصل الثالث فى سنن الصلوة وادابها،ص:۷۷،المطبعة الكبرى،الاميريه ببولاق مصر)

وہ نماز جس کے بعد نفل نہیں مثلاً فجر وعصر میں تو قبلہ رو بیٹھنا مکروہ ہے آپ ﷺ نے اسے بدعت بتایا۔(فقہ کی ایک کتاب) حجت میں ہے، جب امام ظہر، مغرب اور عشا سے فارغ ہو تو سنت شروع کر دے وہ لمبی لمبی دعاؤں میں مشغول نہ ہوں اسی طرح فتاوی تاتارخانیہ میں بھی مذکور ہے۔

دیکھیے! کتنے واضح لفظوں میں فتاوی تاتارخانیۃ کے حوالے سے عالم گیری میں فرمایا کہ مختصر دعاؤں اور وظائف کو چھوڑ کر لمبی لمبی دعاؤں میں مشغول ہونا جائز نہیں خاص طور پر ظہر، مغرب اور عشا کی نماز کے بعد ہرگز درست نہیں کیوں کہ مقتدیوں پر گراں گزرے گا لہذا اس سے ہمارے ائمہ کرام کو درس حاصل کر کے عمل پیرا ہونا چاہئے۔

(۴)۔درالمختار میں ہے (باب صفة الصلوة ۲۴۶) میں ہے:

یکرہ تأخیر السنة الا بقدر أللهم انت السلام الخ وقال الحلوانی لا باس بالفصل با لأوراد واختاره الكمال، قال الحلبى ان أريد با لكراهة التنزيهية ارتفع الخلاف قلت وفى حفظى حمله على القليلة.

سنت کو مؤخر کرنا مکروہ ہے ہاں مگر اس دعا اللھم انت السلام الخ کے پڑھنے کی مقدار تک جائز ہے۔امام حلوانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اوراد و وظائف کے ذریعہ فصل کرنے میں کوئی حرج نہیں علامہ کمال رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کو پسند کیا۔امام حلبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اگر کراہت سے مراد کراہت تنزیہی ہو تب تو اختلاف ختم ہو گیا میں کہتا ہوں میرے گمان میں اس کو انہوں نے اورادِ قلیلہ پر محمول کیا ہے۔

(۵)۔اسی کے تحت رد المحتار فتاوی شامی میں ہے:

لما رواه مسلم والترمذى عن عائشة رضى الله عنها كان لا يقعد الا بمقدار ما يقول اللهم أنت السلام الخ...وأما ما ورد من الأحاديث فى الأذكار عقيب الصلاة فلا دلالة فيه على الاتيان قبل السنة بل يحمل على

Scanned with CamScanner

الاتيان بها بعدها لأن السنة من لواحق الفريضة وتوابعها و مكملاتها فلم تكن أجنبية عنها فما يفعل بعدها يطلق عليه أنه عقيب الفريضة وقول عائشه بمقدار لا يفيده أنه كان يقول ذالك بعينه بل كان يقعد بقدر ما يسعه و نحوه من القول تقريباً فلا ينافي ما في الصحيحين.

اللهم انت السلام الخ ۔۔ والی ’’روایت کو امام مسلم و امام ترمذی علیہما الرحمۃ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا وہ فرماتی ہیں:

آپ ﷺ اس دعا اللهم انت السلام الخ ۔۔ پڑھنے کے مقدار تک بیٹھتے رہی وہ حدیثیں جو نماز کے بعد ذکر واذکار کے تعلق سے وارد ہوئیں ان تمام احادیث میں سنت سے قبل اوراد و وظائف کو بجالانے کی کوئی دلالت نہیں بلکہ تمام کو بعد سنت بجالانے پر محمول کیا جائے گا کیونکہ سنت فرض کے لواحق اور اس کے توابع و تتمات میں سے ہے لھذا سنت کو فرض سے کوئی اجنبیت نہیں، اب جو کچھ سنت کے بعد ادا کیا جائے اس کو بعد ادائیگی فرض پر محمول کیا جائے گا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول (بمقدار) بعینہ آپ ﷺ کے اسی دعا کے پڑھنے کا افادہ نہیں کرتا بلکہ فقط اس بات کا افادہ کرتا ہے کہ آپ ﷺ صرف اتنی دیر بیٹھتے کہ جس میں یہ دعا یا اس کے مثل کوئی دعا یا وظیفہ پڑھ لیتے لھذا صحیحین میں جو دیگر دعائیں آئیں ہیں یہ اس کے منافی نہیں۔

تنبیہ: ان دونوں روایتوں کے درمیان تطبیقی صورت یہ ہے کہ آپ ﷺ صرف اتنی ہی مقدار میں بیٹھتے جتنا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں موجود ہے البتہ دیگر دعاؤں والی روایات جن کی مقدار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا والی مقدار سے زیادہ ہے وہ سب کے سب ان فرض نمازوں کے بعد پڑھنے پر محمول ہوگی جن کے بعد سنت نہیں۔ ہاں ابھی امام حلوانی اور امام حلبی رحمہما اللہ کے اقوال کے درمیان کی تطبیقی صورت بیان کرنا باقی ہے، ہم فتاوی شامی کے حوالے سے اس پر بحث کرتے ہیں تا کہ یہ مسئلہ واضح ہو جائے۔

فتاوی شامی میں دو طریقہ سے توجیہ ان کے درمیان درج ہے:

(۱)۔ایک توجیہ تو وہی ہے جس کو امام حلبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کراہت سے مراد اگر

Scanned with CamScanner

کراہت تنزیہی ہوتو اختلاف ختم ہو جائے گا کیونکہ کراہت تنزیہی ہی خلاف اولیٰ ہو جانے گی جو امام حلوانی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کا مطلب ہے یعنی ''لا باس بالفصل بالاوراد'' کا مطلب خلاف اولیٰ ہے اور اگر ورد کیا تو 'لا باس' یعنی کوئی حرج نہیں۔

(۲)۔دوسری توجیہ یہ ہے کہ دونوں قول یعنی امام حلوانی و امام حلبی رحمہما اللہ کے قول میں یہ ہے امام حلوانی رحمہ اللہ نے اس کو ورد قلیل پر محمول کیا ہے جیسا کہ مجھے (علامہ شامی) یاد آتا ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول سے بھی یہ بات ثابت ہے، تو اب وظائف میں زیادتی کی مقدار کراہت تنزیہی پر محمول ہوگی اور اس طرح اختلافی صورت ختم ہو جائے گی۔

لیکن علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے صاحب درمختار کے قول: واختارہ الکمال: کے تحت ایک نفیس تحقیق فرمانے کے بعد ایک خوبصورت نتیجہ نکالا ہے۔ہم انشاء اللہ اس کا خلاصہ پیش کرتے ہیں اور وہ پوری بحث مطالعہ کے لائق ہے صاحبِ ذوق اس کا مطالعہ کریں، آپ فرماتے ہیں کہ اس بات میں غور کرنا چاہئے کہ علامہ حلبی رحمۃ اللہ علیہ نے جس کو مختار فرمایا وہ قولِ اوّل ہے اور وہ شرح شہید میں بھی موجود ہے یعنی سنت کے لئے ایسا قیام کرنا جو کہ فرض سے متصل ہو مسنون ہے پھر فرمایا میرے نزدیک امام حلوانی رحمہ اللہ کے قول میں کوئی حرج نہیں لہٰذا یہ دونوں قول آپس میں متعارض نہیں کیوں کہ اس عبارت کا مطلبِ مشہور اس کا خلافِ اولیٰ ہونا ہے اب مطلب یہ ہے، أن الأولیٰ أن لا یقرأ قبل السنۃ ولو فعل بأس، بہتر یہ ہے کہ اوراد و وظائف سنت سے پہلے نہ پڑھے جائیں اور اگر پڑھ لیا تو کوئی حرج نہیں۔

مطلب یہ ہے کہ افضل و اولیٰ یہ ہے کہ سنت سے قبل طویل اوراد و وظائف نہ پڑھے جائیں اگر ایسا کیا تو لا بأس یعنی خلاف اولی کام کیا لیکن اس کے بعد علامہ شامی علیہ الرحمہ نے اس عبارت کا ایک خوبصورت نتیجہ نکالتے ہوئے فرمایا۔

فأفاد عدم سقوط السنۃ بذالك حتی اذا صلی بعد الأوراد تقع سنۃ لا علی وجہ السنۃ یعنی اس عمل (قبل سنت طویل اوراد و وظائف) نے سقوط سنت کا افادہ کیا یہاں تک کے اگر سنت نماز اوراد و وظائف کے بعد پڑھی تو سنت ہی ادا ہوگی مگر یہ سنت، سنت کے طریقہ پر ادا نہ ہوگی۔ مطلب یہ ہے کہ اگر اوراد و وظائف سنت کے بعد

Scanned with CamScanner

پڑھے جائیں تو اس کے سبب سنت کا سقوط نہ ہوگا کہ جب سنت پڑھی تو سنت ہی ادا ہوگی لیکن بر طریق سنت نہ ہوگی کیوں کہ سنت یہ ہے کہ سنت نماز کا قیام فرض نماز سے متصل ہو پھر علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی ایک خوبصورت نظیر بیان کر کے مسئلہ کو واضح کر دیا۔

ولذالك قالوا لو تكلم بعد الفرض لا تسقط لكن ثوابها أقل فلا أقل من كون قراءة الأوراد لا تسقطها

اسی وجہ سے فقہا فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے فرض نماز کی ادائیگی کے بعد کلام کیا تو سنت ساقط نہ ہوگی لیکن اس سے ثواب کم ہو جائیگا لیکن اوراد و وظائف پڑھنے سے ثواب کم نہیں ہوتا لہذا اس کے سبب ثواب بھی بدرجہ اولیٰ کم نہ ہوگا یعنی ہمارے فقہا نے فرمایا کہ بعد ادائیگیٔ فرض کلام کرنے سے نماز ساقط نہ ہوگی لیکن اس کا ثواب ضرور کم ہو جائیگا تو جب اورادو وظائف پڑھنے سے ثواب کم نہ ہوا تو سنت بھی ساقط نہ ہوئی لہذا اوراد و وظائف پڑھنے سے سنت ساقط نہیں ہوگی البتہ یہ فعل خلافِ اولیٰ ضرور ہوگا جو کہ مکروہ تنزیہی کے معنی میں ہے لہذا اس سے بچنا چاہئے۔

(۲) کتب فقہ میں ایک مشہور کتاب فتح القدیر شریف الہدایہ باب النوافل، ص۔۴۵۵:

میں بھی اس بات کا ثبوت ملتا ہے سنت کو فرض سے متصل کر کے پڑھنا چاہئے۔ البتہ ذکر و دعا کے ذریعہ فصل قلیل اس اتصال سے مانع نہیں۔فرماتے ہیں:

ثم هل الاولى وصل سنة التالية للفرض له أم لا؟ و في شرح الشهيد: القيام الى السنة متصل بالفرض مسنون. و في الشافي: كان ﷺ اذا سلم يمكث قدر ما يقول: اللهم أنت السلام الخ...و كذا عن البقائي.

کیا فرض نماز کے بعد والی سنت کو فرض سے متصل کر کے پڑھنا اولیٰ اور افضل ہے یا نہیں؟

شرح شہید میں ہے:

القيام الى السنة متصلا بالفرض مسنون، سنت کے لئے اس طور پر کھڑا ہونا کہ وہ فرض سے متصل ہو مسنون ہے۔شافی میں ہے کہ آپ ﷺ فرض نماز کے

Scanned with CamScanner

بعد اس دعا اللهم انت السلام الخ ۔۔۔ کی مقدار تک ٹھہرتے تھے اسی طرح امام بقائی سے بھی مروی ہے ۔ امام حلوانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: سنت اور فرض کے درمیان اگر ذکر و ورد کیا جائے تو کوئی حرج نہیں ۔ (اس قول کی وضاحت آگے درج کی ہے)

آگے چل کر صاحب فتح القدیر نے ایک اعتراض کا جواب دیا جس کو ہم شروع میں بیان کر چکے کہ سنن ابوداؤد کی روایت ابورمثہ رضی اللہ عنہ سے ہے اس کے ذریعہ فرض کے بعد سنت کے قیام پر اعتراض پیدا ہوتا ہے لیکن یہی اعتراض دوسری صورت یعنی جب کہ ذکر و دعا کے ذریعہ فصل ہو تو واقع نہیں ہوتا ۔ اس کا جواب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ قول اللهم أنت السلام ومنك السلام الخ: خود ہی فصل ہے لہذا حدیث میں جو کراہت موجود ہے وہ اتنی مقدار بیٹھنے سے ختم ہو جاتی ہے ۔ لیکن وہ لوگ جنہوں نے مذکورہ دعا کے فصل سے زیادہ فصل کرنے کا دعوی کیا ان کو چاہئے کہ وہ اس حدیث کے معانی اور مطالب کو سمجھ کر اس پر عمل کی کوشش کریں تا کہ وہ گناہ گار نہ ہوں ۔

پھر صاحب فتح القدیر نے آگے چل کر ایک نئی بات پیش کر کے ایک اعتراض کا جواب دیا ۔ (فتح القدیر؛ باب، النوافل؛ ص ۴۵۵)

وقولهم الأفضل فى السنن حتى التى بعد المغرب المنزل لا يستلزم مسنو نية الفصل بأكثر اذ الكلام فيما اذا صلى السنة فى محل الفرض ماذا يكون الاولى؟

فقہا نے فرمایا کہ افضل سنتوں میں یہاں تک کہ مغرب میں بھی یہ ہے کہ وہ منزل (گھر ہو یا مکان) میں ادا کی جائے فقہا کا یہ قول کثیر اوراد و وظائف کے پڑھنے کے ذریعہ فصل کی مسنونیت یا مشروعیت کو مستلزم نہیں کیوں کہ ہماری گفتگو تو اس سلسلے میں ہے جب کہ سنت کو فرض کے محل (خواہ مسجد ہو یا گھر اور مکان) میں ادا کرے کہ آیا وہ اولیٰ ہے یا نہیں ۔

پھر آگے فرماتے ہیں کہ وہ دعائیں جو دیگر احادیث میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہیں یہ سب کی سب دعائیں اس بات کا ہر گز تقاضا نہیں کرتی ان تمام کو سنت کے ادا کرنے سے پہلے کیا جائے بلکہ ان تمام اذکار و دعاؤں کو سنت ادا کر کے کیا جائے لیکن اس شرط کے ساتھ کہ وہ ان چیزوں میں ہر گز مشغول نہ ہوں جو کہ نماز کے لوازمات اور توابع میں سے نہیں

Scanned with CamScanner

لہذا مذہبِ حق یہ ہے وہ سنت کے بعد پڑھے جائیں

رہی یہ بات کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سنتوں کو گھر میں پڑھتے جیسا کہ ہم آگے ذکر کریں گے۔ تحقیق یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اوراد و وظائف کو سنت سے پہلے پڑھتے ہوں یہ ضروری نہیں بلکہ جائز ہے کہ وہ گھر میں بعد ادائیگی سنت پڑھتے ہوں۔ اور ذکر و اذکار کے عمل کا منقول ہونا محال نہیں کیوں کہ آپ کے بہت عمل گھر پر ہوتے۔ جیسا کہ صحابہ نے ان کوئی طرق سے روایت کیا مثلاً:

(۱) آپ کی ازواج مطہرات کے واسطے سے۔

(۲) یا صحابہ خود سن لیتے کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حجرہ چھوٹا اور مسجد نبوی میں صفوں کے قریب تھا۔

(۳) یا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنت کی ادائیگی کے وقت سنتے جب کہ آپ اپنی منزل کی طرف روانہ ہونے کے لئے کھڑے ہوتے۔

(۴) یا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس نماز کے بعد بیٹھ کر وظیفہ کرتے جس کے بعد سنت نہیں جیسے کہ فجر اور عصر کی نمازیں۔

پھر آگے فرماتے ہیں:

والحاصل أنه لم يثبت عنه ﷺ الفصل بالأذكار التي يواظب عليها في المساجد في عصرنا من قرأة اٰية الكرسي والتسبيحات وأخواتها ثلثا و ثلاثين وغيرها بل ندب هو اليها ۔

حاصل گفتگو یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان اذکار و اوراد کے ذریعہ فصل کرنا ثابت نہیں جن پر آج کل ہماری مساجد میں مواظبت برتی جارہی ہے یعنی آیۃ الکرسی اور تسبیحات فاطمی وغیرہ پڑھنا بلکہ یہ سب کے سب مندوب و مستحب ہیں۔

ہاں البتہ اتنا ضرور ہے کہ سنن ہوں یا اوراد و وظائف ان دونوں کو فرائض سے تبعاً نسبت ہے رہی وہ روایت جو ذکر کے سبب سنت کو موخر کرنے کی ہے جس کو امام مسلم و ترمذی رحمھما اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ذکر کیا کہ آپ کا جلوس اس مقدار دعا اللھم انت السلام الخ: تک ہوتا تو یہی نص صریح ہی مراد ہے یعنی اتنی مقدار یا اس کے مثل تک ذکر و دعا

Scanned with CamScanner

کرنا مراد ہے اور جو یہ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ روایت اس کے مخالف ہے تو یہ بات قوی نہیں ہاں اتنا جان لینا ضروری ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے جو الفاظ مذکور ہوئے بعینہ یہی مراد ہوں ایسا ضروری نہیں لہذا یہ روایت اسی کی مشروعیت کو مستلزم نہیں کیوں کہ آپ ﷺ کبھی دوسرے الفاظ بھی پڑھتے۔ عبارت کا تقاضا یہ ہے کہ سنت یہ ہو کہ تقریباً اسی دعا کی مقدار فصل کرتے ہوں اور ایسا بھی ممکن ہے کہ کبھی اس مقدار سے زیادہ تو کبھی کم کرتے ہوں۔

وہ روایت جو زیادتی کے تعلق سے ہے مثلاً ۳۳، بار۔ سبحان اللہ، ۳۳۔ بار، الحمد للہ اور ۳۳، بار، اللہ اکبر وغیرہ کی تو مناسب یہ ہے کہ اس میں سنت یہ ہو کہ اس میں بقیہ اوراد ووظائف سنتوں کی ادائیگی کے بعد ہی پڑھے جائیں اسی طرح آیۃ الکرسی وغیرہ بھی بعد سنت پڑھی جائے۔

رہی بات یہ کہ آپ ﷺ نے اس پر دوام برتا ہو تو مجھے (ابن ہمام) کو اس کا علم نہیں البتہ اتنی بات تو ثابت ہے کہ یہ مندوب ومستحب ہے۔ اور کسی چیز کا مندوب ہونا پھر اس پر یہ دلیل پکڑنا کہ آپ ﷺ کی اس پر مواظبت بھی ہوگی ایسا ضروری اور لازم نہیں۔ ورنہ پھر سنت اور مندوب کے درمیان فرق ہی نہ رہ جائے گا اور یہ ہمارے اصول پر ٹھیک نہیں ہے۔ حنفیہ کا یہ مذہب خود فقہ کی ایک مشہور کتاب۔ الخلاصہ۔ میں مذکور ہے۔

اذا سلم الامام من الظهر أو المغرب أو العشاء كرهت له المكث قاعدا لكنه يقوم الى التطوع.

جب امام ظہر، مغرب وعشاء کی نماز سے سلام پھیرے تو اس کا بیٹھنا مکروہ ہے بلکہ وہ سنت کے لئے کھڑا ہو جائے۔

ولكن ينحرف يمنة أو يسرة أو يتاخر وان شاء رجع الى بيته يتطوع وان كان مقتديا أو يصلي وحده ان لبث في مصلاه يدعو جاز وفي الصلاة التي لا يتطوع بعدها يكره المكث في مكانه قاعدا مستقبلا.

لیکن وہ امام دائیں یا بائیں جانب رخ کرکے بیٹھے یا پھر پیچھے ہٹ جائے اور اگر چاہے تو اپنے گھر کی طرف چلا جائے اگرچہ مقتدی ہو اور تنہا نماز پڑھے تو اگر امام اپنی جگہ پر بیٹھ کر دعا مانگے تو بھی جائز ہے، رہی وہ نمازیں جنکے بعد سنت نہیں تو مکروہ ہے کہ وہ اپنی جگہ

Scanned with CamScanner

قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھے۔

دیکھیے! علامہ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے کیسے واضح انداز میں مذہب حنفی کی روشنی میں اس مسئلے کی وضاحت پیش کی کہ مذہب حنفی میں یہ ہے کہ امام کو چاہئے کہ بعد نماز فرض دائیں یا بائیں جانب بعد نماز فرض رخ کر کے بیٹھے لیکن قبلہ کی طرف رخ کر کے بیٹھنا بدعت ہے کیوں کہ سنت یہ ہے کہ بعد ادائیگی فرض کوئی ایسا فعل ہو جو تکمیل نماز کو بتائے تا کہ بعد میں آنے والے کو کوئی شک نہ ہو اور امام کے قبلہ رو بیٹھنے میں آنے والے مقتدی کو یہ شک برقرار رہے گا۔

(۷) منیۃ المصلی (فصل فی مایکرہ فعلہ للمصلی ص ۳۳۶)

میں ہے:

الاستقبال الی المصلی مکروہ هذا اذا لم یکن بعد المکتوبۃ تطوع فان کان بعدها تطوع یقوم الی التطوع و یکرہ تاخیر السنۃ عن حال أداء الفریضۃ۔

(امام کا) بعد نماز فرض مقتدی کی طرف منہ کرنا مکروہ ہے جبکہ فرض نماز کے بعد نفل (سنت) نہ ہو اور اگر سنت ہو تو اس کی ادائیگی کے لئے کھڑا ہو جائے، سنت کو فرض ادا کرنے کی حالت سے مؤخر کرنا مکروہ ہے۔

وقال شمس الأئمۃ الحلوانی هذا (ای ما ذکر من أنه اذا کان بعد الصلاۃ تطوع یقوم الیه من غیر تاخیر) اذا لم یکن فی قصده الاشتغال بالدعاء فان کان له ورد یقضیه بعد المکتوبۃ فانه یقوم عن مصلاه فیقضی ورده قائما وان شاء جلس فی ناحیۃ المسجد فیقضی ورده ثم یقوم الی التطوع، کلاهما عن الصحابہ رضی الله عنهم وما ذکر فی ابتداء المسئلۃ دلیل علی کراهۃ تاخیر السنۃ وما ذکر من قول شمس الأئمۃ الحلوانی فی اٰخرها دلیل علی الجواز انتهی۔

امام شمس الائمہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ (وہ بات جو اوپر ذکر ہوئی کہ بعد نماز فرض اگر سنت و نفل ہو تو بلا تاخیر سنت و نفل کے لئے کھڑا ہو جائے) یہ اس وقت ہے جبکہ اس کا مقصود دعا میں مشغول ہونا ہے اور اگر بعد نماز فرض مصلی و مقتدیوں کا کوئی وظیفہ ہے تو بعد

Scanned with CamScanner

ادیگی فرض پڑھے اب اس مصلی کو ورد کے لئے دو عمل کرنا ہوگا پہلا یہ ہے کہ وہ اپنے مصلے پر کھڑا ہو جائے اور کھڑے ہو کر وظیفہ پڑھے اور اگر چاہے تو مسجد کے کسی گوشہ میں چلا جائے اور وظیفہ پڑھے پھر سنت کے لئے کھڑا ہو اور یہ دونوں باتیں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین سے مروی ہیں اور جو بات ابتدائے مسئلہ میں ذکر ہوئی یعنی فرض نماز سے مؤخر کرنا یہ مکروہ ہے اور یہ سنت کی تاخیر پر دلیل ہے اور جو بات امام شمس الائمہ رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کی وہ جواز پر محمول ہے۔ ذکرہ فی المحیط۔

(۸) غنیۃ المتملی شرح منیۃ المصلی، ص، ۳۴۰۔ میں شیخ ابراہیم حلبی رحمۃ اللہ علیہ اس کی تشریح میں فرماتے ہیں:

فان کان بعدھا ای بعد المکتوبۃ تطوع یقوم الی التطوع ای بلا فصل الامقدار ما یقول اللھم انت السلام الخ ویکرہ تاخیر السنۃ عن حال أداء الفریضۃ ای بأکثر من نحو ذالك القدر.

اگر اس کے بعد یعنی فرض نماز کے بعد نفل (سنت) ہو تو اس کے لئے بلا فصل کھڑا ہو جائے۔ آپ صلی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس دعا (اللھم انت السلام الخ) تک پڑھنے کی مقدار تک ٹھرنا مستثنیات میں سے ہے مطلب یہ ہے کہ اس دعا کی پڑھنے کی مقدار تک ٹھر سکتے ہیں اس میں کوئی کراہت نہیں اس سے زیادہ ٹھرنا مکروہ تنزیہی ہے البتہ فرض نماز سے سنت کو موخر کرنا مکروہ ہے، یعنی اس دعا کی مقدار سے زیادہ تاخیر کرنا مکروہ ہے، جو کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔

لیکن حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابو داؤد کی روایت کردہ حدیث جو حضرت ابو رمثہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس کو راقم نے بھی ابتدا میں ذکر کیا جس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تائید موجود ہے اس پر نقد و جرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ حدیث دو وجہوں سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کے معارض نہیں۔

(ا) حضرت ابو رمثہ رضی اللہ عنہ کی حدیث صحت میں حضرت عائشہ کی حدیث کے درجہ کو نہیں پہونچتی۔

Scanned with CamScanner

(۲) ان دونوں حدیث میں کوئی تعارض نہیں کیوں کہ (اللھم انت السلام، الخ) والی دعا کے پڑھنے کی مقدار تک ٹھہرنا فصلِ قلیل ہے اور اس سے زیادہ ٹھہرنے پر کوئی دلیل نہیں البتہ اس سے زیادہ ٹھہرنا اس سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ترک کرنا ہے جس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مداومت فرمائی۔

مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ یہ رہا کہ بعدِ نمازِ فرض مختصر دعائیں اور وظائف فرماتے جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کا مفہوم ہے البتہ وہ دیگر احادیث جو بعدِ نمازِ فرض ذکر واذکار کے تعلق سے مروی ہے ان تمام احادیث کی اس بات پر ہرگز کوئی دلالت نہیں کہ وہ تمام ذکر واذکار بعدِ نمازِ فرض قبل سنت کئے جائیں بلکہ ان سب کو بعد ادائیگی سنت پر محمول کیا جائے گا مگر اس سے زیادہ فصل کرنے پر کوئی دلیل نہیں البتہ اس سے زیادہ مقدار میں ٹھہرا تو یہ فعل اس طریقہ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت میں ہوگا جس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مداومت فرمائی ہے۔

پھر شیخ ابراہیم الحلبی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک خوبصورت بات ذکر فرمائی جس کو شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اشعۃ اللمعات کے اندر ذکر فرمایا:

ولا یخرجھا تخلل السنة بینھا وبین الفریضة عن کونھا بعدھا وعقیبھا لأن السنة من لواحق الفریضة و توابعھا و مکملاتھا فلم تکن أجنبیة عنھا.

سنت نماز کا ذکر واذکار اور فرض نماز کے درمیان واقع ہونا یہ اس کو بعدیت سے خارج نہیں کرے گا اس لئے کہ سنت فرض کے لواحق، توابع اور اس کے تتمات میں سے ہے لھذا سنت کو فرض سے اجنبیت نہیں، یعنی بعد نماز فرض اوراد ووظائف پڑھنے کی فضیلتیں بعد ادائیگی سنت ضائع نہ ہوں گی بلکہ سنت کے بعد پڑھنا حقیقت میں فرض ہی کے بعد پڑھنا ہے کیوں کہ سنت فرض کے باب میں سے ہے۔

لیکن ابھی ایک بحث باقی ہے جس کو امام شمس العلما رحمۃ اللہ علیہ کے قول فان کان له ورد یقضیه بعد المکتوبة، سے متعلق ہے جس میں انہوں نے ذکر وورد کرنے کی دو صورتیں ذکر کیں اور وہ یہ کہ یا تو وہ کھڑا ہو کر اذکار ووظائف کرے یا پھر مسجد کے کسی

Scanned with CamScanner

گوشہ میں جا کر یہ وظائف پڑھے۔ دونوں باتیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے مروی ہیں۔ اس کی تصریح امام شمس الائمہ حلبی رحمۃ اللہ علیہ نے خوبصورت طریقے سے فرمائی:

قال شمس الأئمة الحلوانی هذا يعني ما ذكره من أنه اذا كان بعد الصلاة تطوع يقوم اليه من غير تاخير اذا لم يكن من قصده الاشتغال بالدعاء بان لم يكن له ورد معتاد يقرؤه عقيب المكتوبة فان كان له ورد قد اعتاد يقضيه اي ياتيه به بعد المكتوبات فانه يقوم مصلاه فيقضي ورده قائما او ان شاء جلس في ناحية المسجد فيقضي ورده ثم يقوم الى التطوع، كلاهما عن الصحابه رضی الله عنهم ويجوز ان يراد بقوله كلاهما القيام الى التطوع بلا تاخير اذا لم يكن له ورد والاشتغال بالدعاء أولا اذا كان ورد ولكن التقدير الأوّل أقرب،

امام شمس الائمہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ اس وقت ہے جب کہ اس کا مقصود دعا میں مشغولیت ہو بایں طور کہ اس کا کوئی ورد وظیفہ نہ ہو جس کو عادۃً وہ بعد نماز فرض کرتا ہو اور اگر ذکر معتاد نہ ہو تو کھڑا ہو جائے اور وظائف پڑھے یا مسجد کے کسی گوشے میں بیٹھ کر پڑھے یہ دونوں باتیں ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنھم سے مروی ہیں۔

یہ بھی جائز ہے کہ مراد ان کے قول (کلاھما) سے نفل کے لئے بلا تاخیر کھڑا ہونا مراد ہو جبکہ اس کا کوئی ورد معتاد نہ ہو یا یہ مراد ہو کہ اگر ذکر معتاد ہو تو سب سے پہلے دعا میں مشغول ہونا مراد ہو اور پھر دعا کے بعد سنت کے لئے کھڑا ہو لیکن قریب قیاس قول اول ہی ہے۔

دیکھئے کتنے خوبصورت طریقے سے مسئلے کی وضاحت کردی کہ راجح یہ ہے کہ بلا تاخیر کھڑے ہو جائے تاکہ کراہت سے بچے لیکن یہاں پر ایک بات ضرور غور کرنے کی ہے وہ یہ ہے کہ جہاں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ذکر کرنے کی روایت موجود ہیں وہاں پر بھی ذکر واذکار سے مراد قلیل مقدار ہی ہے کیوں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے جلدی کرنے کا یہ عالم ہوتا تھا کہ کھڑے ہو کر بقیہ اوراد و وظائف پڑھا کرتے تھے یا پھر طویل ذکر کرنے کے لئے مسجد کا رخ کرتے۔

یہ ان صحابہ کرام کا عمل تھا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتے تھے ہاں اس کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمل کیا تھا؟ اور کتنی مقدار میں بیٹھتے تھے؟ جواب یہ ہے کہ مقدار وہی

Scanned with CamScanner

ہوتی جو کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں موجود ہے اور وہ روایت جو ابھی ذکر ہوئی یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف اس دعا (اللھم انت السلام) کے پڑھنے کی مقدار ٹھہرتے۔

اب ہم ذکر کریں گے کہ منیۃ المصلی میں پہلے یہ ہوا کہ سنت کو فرض سے مؤخر کرنے کو مطلقاً جائز قرار دیا کہا پھر امام شمس الائمہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ کو ایک شرط سے مقید کر کے جائز قرار دیا تو اب یہاں پر مطلق اور تقییدا یک ساتھ جمع ہوئے اس کا دفاع کرتے ہوئے حضرت محدث سورتی وصی احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے التعلیق المجلی علی منیۃ المصلی میں ایک خوبصورت جواب تحریر فرمایا:

والوجه أن يقال وما ذكره أولا نص على كراهة تاخير السنن عن الفريضة مطلقًا وما ذكره الحلواني يشير الى عدمه كراهية اذا كان لاشتغاله بورد من الأذكار ونحوها عقيب الفريضة فيها والا فلفظ الحلواني المذكور كما يدل على جواز التاخير للاشتغال للمذكور كذلك اللفظ المذكور أوّلا يدل كما يدل على جواز التاخير لاكن لا مطلقًا بل مع الكراهة وليس مستنكر اجتماع الجواز والكراهة في شئي واحد لعدم التنافي بينهما فظهر أن التحقيق ما ذكرنا۔

اس کی توجیہ میں یہ کہا جائے کہ جو کچھ اولاً ذکر کیا گیا وہ نص ہے اس بات پر کہ سنت کو فرض سے مؤخر کرنا مطلقاً مکروہ ہے اور جو بات حلوانی نے ذکر کی وہ عدم کراہیت کی طرف اشارہ کرتی ہے اس شرط کے ساتھ جب کہ فرض نماز کے بعد ذکر واذکار میں مشغول ہو ورنہ حلوانی کا قول جس طرح اشتغالِ مذکور کے ساتھ تاخیر کے جواز پر دلالت کرتا ہے اسی طرح وہ الفاظ جو اولاً ذکر ہوئے وہ تاخیر پر دال ہے لیکن یہ جواز مطلقا نہیں ہے بلکہ کراہت کے ساتھ ہے اور شئی واحد میں کراہت کے ساتھ جواز کا جمع ہونا بعید نہیں کیوں کہ دونوں کے درمیان تنافی نہیں لھذا ہمارا ذکر کردہ مسئلہ عین تحقیق ہے۔

(۹) فتاوی تاتارخانیہ (الفصل الثالث فی بیان ما یفعله المصلی فی صلاته بعد الافتتاح) میں ہے:

واذا فرغ الامام من الصلاة أجمعوا على أنه لا يمكث في مكانه

Scanned with CamScanner

مستقبل القبلة فی الصلوات کلها. فبعد ذلك ینظر ان كان صلوة لا تطوع بعدها یتخیر، ان شاء انحرف عن یمینه أو عن یساره وان شاء ذهب فی حوائجه وغیرها الخ وان كان صلاة بعدها تطوع كالظهر والمغرب والعشاء یقوم الی التطوع ویكره له تاخیر التطوع عن حال أداء الفریضة۔ قال شمس الأئمة الحلوانی رحمه الله : هذا اذا لم یكن من قصده الاشتغال بالدعاء فان كان له ورد بأن لم یكن له وردمعتاد یقرؤه عقیب المكتوبة فان كان له ورد قد اعتادفأرادأن یقضی قبل أن یشتغل بالتطوع فانه یقوم مصلاه فیقضی ورده قائمًاوان شاء جلس فی ناحیة المسجد فیقضی ورده ثم قام الی التطوع،فمن الصحابة رضی الله عنهم من كان یقضی ورده قائمًا ومنهم من كان یجلس فی ناحیة المسجد ویقضی ورده ثم یقوم الی التطوع و الأمر فیه واسع وما ذكره شمس الأئمة الحلوانی دلیل علی جواز تاخیر السنن عن أداء المكتوبة وما ذكرنا فی ابتداء المسئلة نص علی كراهة تأخیر السنن عن أداء الفریضة،هذا الذی ذكرنا فی حق الامام۔

جب امام نماز سے فارغ ہو جائے تو فقہا کا اس بات پر اجماع ہے وہ اپنی جگہ پر تمام نمازوں میں قبلہ کی جانب منہ کر کے نہ بیٹھے کہ یہ مکروہ ہے، اب اس کے بعد دیکھا جائے گا کہ اگر اس فرض نماز کے بعد سنت نہیں تو اسے اختیار ہے چاہے تو وہ دائیں یا بائیں جانب بیٹھ جائے اور اگر چاہے تو اپنی ضرورت کے لئے جاسکتا ہے۔

اگر چاہے تو جس فرض نماز کے بعد سنت ہو تو مثلاً ظہر، مغرب اور عشاء تو وہ سنت کے لئے کھڑا ہو جائے، فرائض کی ادائیگی کی حالت سے سنت کو مؤخر کرنا مکروہ ہے، امام شمس الائمہ رحمہ اللہ نے کہا یہ اس وقت ہے جبکہ اس کا مقصود دعا میں مشغول ہونا نہ ہو لیکن اگر کوئی ورد ہو جس کو فرائض کے بعد پڑھتا ہے اور اس کا ارادہ یہ ہو کہ سنت میں مشغول ہونے سے قبل ادا کرے تو وہ اپنی جگہ کھڑا ہو جائے اور اپنے اوراد ووظائف کو کھڑے ہو کر پڑھے اور اگر چاہے تو مسجد کے کسی گوشہ میں بیٹھ جائے اور ورد کرے پھر سنت کے لئے کھڑا ہو جائے کیوں کہ بعض صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنے وظائف کھڑے ہو پڑھتے اور بعض سنت کے لئے کھڑے ہوتے۔ اس معاملے میں گنجائش ہے، جو کچھ امام شمس الائمہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا وہ اس بات پر دلیل ہے کہ سنتوں کو فرض سے مؤخر کرنا جائز ہے البتہ جو ہم نے شروع میں

Scanned with CamScanner

ذکر کیا وہ نص ہے اس بات پر کہ سنتوں کو فرائض سے مؤخر کرنا مکروہ ہے، یہ جو ہم نے ذکر کیا تمام گفتگو امام کے حق میں تھی۔

پھر آپ مقتدی اور منفرد کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مقتدی اور منفرد یہ دونوں اگر چاہیں اپنی جگہ کھڑے ہو جائیں اور ورد کریں اور اگر چاہیں تو اپنی جگہ سنت کے لے کھڑے ہو جائیں اور اپنا ورد کریں اور اگر کسی دوسری جگہ کھڑے ہو جائیں تو بھی کوئی حرج نہیں البتہ بعض کتب نوادر میں یہ بات موجود ہے کہ وہ دونوں سنت کی ادائیگی کے لئے مسجد کے کسی گوشے کو پکڑ لے تو یہ زیادہ بہتر ہے۔

وفی الحجة: الامام اذا فرغ من الظهر والمغرب والعشاء يشرع فی السنة ولا يشغل بأدعية طويلة لما روى عن عائشة، وفی الصغرى: اذا فرغ من المغرب، الأولى ان يبدأ بالركعتين قبل الدعاء رجل يدعو وهو ساهی القلب،فان كان دعاءه على الرقة فهو أفضل وان لم يمكنه أن يدعو الا وهو ساهی القلب فالدعاء أفضل من تركه لأنه ليس فی وسعه أكثر من ذالك۔

حجت میں ہی: جب امام ظہر و مغرب وعشاء کی نماز سے فارغ ہو تو (مختصر دعا وظیفہ کرنے کے بعد) سنت شروع کر دے لمبی لمبی دعاؤں میں مشغول نہ ہو کیوں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا والی روایت اور دیگر روایتوں میں مختصر وظائف آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔

صغریٰ میں ہے: جب امام مغرب کی نماز سے فارغ ہو جائے تو افضل یہ ہے کہ دعا سے پہلے وہ شخص دو رکعت (سنت) میں مشغول ہو جو کہ نرم دل ہو، اگر اس کی دعا میں رقت ہو تو افضل یہ ہے کہ وہی دعا کرے، اور اگر یہ ممکن نہ ہو پھر بھی دعا کرنے کا حق اسی کو ہے جو کہ نرم دل ہو، دعا کرنا ترک کرنے سے افضل ہے کیوں کہ اس سے زیادہ وقت میں گنجائش نہیں۔

(۱۰) مراقی الفلاح شرح نور الایضاح، فصل فی صفة الاذکار میں ہے:

وقال الكمال (عن شمس الائمة) انه قال (لا بأس بقراءة الأوراد بين الفريضة والسنة) فالأولى تاخير الأوراد عن السنة، فهذا ينفي الكراهة

Scanned with CamScanner

ویخالفه ما قال فی الاختیار: کل صلاۃ بعدها سنة یکرہ القعود بعدها و الدعاء بل یشتغل بالسنة کی لایفصل بین السنة والمکتوبة۔

علامہ کمال رحمۃ اللہ علیہ نے شمس الائمہ حلوانی سے روایت کیا انہوں نے فرمایا فرض اور سنت کے درمیان اوراد و وظائف پڑھنے میں حرج نہیں لیکن افضل یہ ہے کہ ان اوراد کو سنت سے مؤخر کیا جائے، یہ کراہت کے منافی ہے اور اس کے مخالف ہے جو صاحب اختیار نے اختیار میں فرمایا: ہر نماز جس کے بعد سنت ہو اس کے بعد بیٹھنا اور دعا کرنا مکروہ ہے بلکہ وہ سنت کی ادائیگی میں مشغول ہوتا کہ سنت اور فرض کے درمیان فصل نہ ہو جائے۔

تنبیہ:

اس بات کی مزید وضاحت کے لئے اس کا حاشیہ، حاشیہ الطحطاوی ملاحظہ فرمائیں۔

(۱۱) علامہ طحطاوی نے اس کی شرح میں فرمایا:

اعلم أن محل الکلام السابق فی ما اذا صلی السنة فی المسجد مثلا أما اذا أراد الانتقال الی البیت لفعلها فلا یکرہ الفصل وان زاد علی القدر المسنون (ویخالفه الخ) تنتفی المخالفة بحمل الکراهة المذکورة فی الاختیار علی التنزیهیة وهی معنی قول الحلوانی لا باس لأنها تستعمل فیما خلافه أولی منه أو یحمل مافی الاختیار علی کراهة التحریم و یحمل علی الأدعیة الطویلة و حینئذ یکون ما قاله الحلوانی: محمولا علی الفصل بنحو: اللهم أنت السلام الخ ولا بأس مستعملة فی مطلق الجواز (طحطاوی، ص۔۳۱۲)

آپ جان لو کہ گزشتہ کلام کا محل اس صورت (یعنی جب سلام پھیر لے اور اگر اس کے بعد سنت ہو تو سنت کو اوراد سے مؤخر کرے گا یا نہیں) میں ہے لیکن جب اس کی ادائیگی کی خاطر گھر کی طرف جانا چاہتا ہے تو اب فصل مکروہ نہیں اگرچہ قدر مسنون پر زائد ہو جائے، ہاں یہ قول صاحب اختیار کے قول کے منافی ہو رہا ہے تو مخالفت بایں طور ختم ہو جاتی ہے کہ (اختیار میں) جو کراہیت ہے اس کو کراہتِ تنزیہی پر محمول کیا جائے کہ یہی حلوانی کے قول (لا باس) کا مطلب ہے کیوں کہ لا باس کو خلاف اولیٰ کی جگہ پر بھی استعمال کیا جاتا ہے یا پھر جو اختیار میں موجود ہے اس کو مکروہ تحریمی اور لمبی لمبی دعائیں مانگنے پر محمول کیا جائے اور امام حلوانی رحمۃ اللہ علیہ نے جو کہا وہ اس وقت اللھم انت السلام الخ والی دعا کی مقدار فصل

Scanned with CamScanner

کرنے کی مدت پر محمول ہوگا اور ان کا قول (لا باس) مطلق جواز میں مستعمل ہوگا۔

ان دو توضیحات کے پیش نظر اختلاف ختم ہو جاتا ہے اور یہ واضح ہو جاتا ہے کہ فرض نماز کے بعد اگر سنت ہو تو مختصر دعا پر اکتفا کیا جائے گا لہذا اگر اس کے خلاف کیا تو دو حال سے خالی نہیں یا تو اس نے مکروہ تنزیہی وخلافِ اولیٰ کام انجام دیا یا پھر دوسری تصریح کے مطابق وہ فعل مکروہ تحریمی ہوگا کہ جس سے بچنا بہر حال لازم اور ضروری ہے، احتیاط اسی میں ہے کہ ان دونوں منکرات کو سامنے رکھا جائے اور لمبے لمبے اوراد و وظائف اور دعاؤں سے گریز کیا جائے تا کہ مقتدی حضرات کسی کلفت کا شکار نہ ہوں، اور نہ ہی امام صاحب ارتکابِ معاصی کے سزاوار ہوں۔

(۱۲) البحر الرائق شرح کنز الدقائق میں ہے:

ولم يذكر المصنف ما يفعل وهو ما يفعل بعد السلام وقد قالوا ان كان اماما وكانت صلاة يتنفل بعدها فانه يقوم ويتحول عن مكانه اما يمنة أو يسرة وخلفه والجلوس مستقبلاً بدعة وان كان لا يتنفل بعدها يقعد مكانه۔ (كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ص ۵۸۵)

صاحب البحر الرائق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ چونکہ علامہ عبداللہ نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے کنز الدقائق میں اس مسئلے پر کوئی بحث نہیں کی اس لئے صاحب البحر الرائق خود اس مسئلہ کی تحقیق کرتے ہوتے ہوئے فرماتے ہیں، فقہا نے فرمایا:

امام کو اگر فرض نماز کے بعد سنت پڑھنا ہو تو کھڑا ہو جائے اور اپنی جگہ سے دائیں یا بائیں یا پیچھے کی طرف منحرف ہو جائے قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھنا بدعت ہے، اور اگر اس فرض کے بعد سنت نہ پڑھنا ہو تو اپنی جگہ بیٹھ جائے۔

خلاصۂ گفتگو یہ ہے اگر فرض نماز کے بعد سنت ہو تو مختصر وظائف اور دعاؤں پر اکتفا کرے اور سنت کے لئے کھڑا ہو کیوں کہ دیگر روایتوں میں دعا وغیرہ کا ذکر موجود ہے البتہ جن کے بعد سنت نہ ہو مثلاً فجر اور عصر میں تو جس قدر چاہے اوراد و وظائف کی اجازت ہے مگر اتنی شرط کے ساتھ کہ یہ مقدار مقتدی حضرات پر گراں نہ گزرے۔

Scanned with CamScanner

(۱۳) فتاوی بحر العلوم، دعا کا بیان، ص، ۴۸۱:

حضرت بحر العلوم مفتی عبد المنان اعظمی کی بارگاہ میں ایک سوال آیا جس میں آپ نے مختصر حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرمایا:

سوال: یہاں اہل حدیث کے دو گروہ دعا کے معاملے میں ہو گئے ہیں، فرض نماز کے بعد بعض لوگ امام کے ساتھ دعا میں شامل ہوتے ہیں، بعض لوگ شامل نہیں ہوتے، وہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت فرض نماز کے بعد دعا مجموعی طور پر نہیں ہوتی تھی، آپ صحیح رہنمائی فرمائیں؟

جواب: نماز کے بعد احادیث میں مختصر دعائیں وارد ہیں۔

مشکوۃ، باب الذکر بعد الصلاۃ، میں ہے:

أن رسول الله ﷺ اذا انصرف عن صلاته استغفر ثلاثا وقال اللهمأنت السلام ومنك السلام تباركت ياذا الجلال والاكرام.

سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اپنی نماز سے فارغ ہوتے تو تین استغفار کرتے یہ دعا پڑھتے:

اللّٰهم أنت السلام الخ (اس کے بعد مزید دو حدیثیں ذکر کر کے مدعا کو واضح کیا)

الغرض اسی قسم کی بہت سی دعائیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہیں شاید غیر مقلدوں کو اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت بھی پسند نہیں، علمائے احناف کا یہی مسلک ہے کہ جن فرض نمازوں کے بعد سنن ہیں دعائیں مختصر مانگی جائیں، طویل دعائیں بھی وارد ہیں وہ سنت کے بعد یا جس کے بعد سنت نہیں وہاں فرض نماز کے بعد، واللہ تعالی أعلم۔

دیکھئے، تقریباً۔ ۱۳۔ کتب فقہ و کتب صحاح ستہ کی روشنی میں مکمل واضح ہوتا ہے جن فرض نمازوں کے بعد سنن و نوافل ہو تو مختصر وظائف و دعاؤں پر اکتفا کیا جائے اور جن کے بعد سنن نہیں وہاں قدرے طول کے ساتھ دعائیں و وظائف کئے جائیں۔

اب راقم انشاء اللہ چند احادیثِ کریمہ کی روشنی میں اس مسئلہ کی مزید وضاحت کرے گا تقبل الله منا و ثبت الله أقدامنا۔

Scanned with CamScanner

(۱۴)۔ بخاری شریف، ص:۱۹۲،

باب: من أحب تعجيل الصدقة من يومها:

(۱)۔أن عقبة بن الحارث حدثه قال صلى ﷺ العصر فأسرع ثم دخل البيت فلم يلبث أن خرج فقلت أو قيل له فقال كنت خلفت فى البيت تبرا من الصدقة فكرهت أن أبيّته فقسمته۔

حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عصر کی نماز پڑھی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جلدی کیا پھر گھر میں داخل ہوئے پھر کچھ دیر کے بعد نکلے تو میں نے کہا یا عرض کیا گیا (کیا سبب ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فرمایا میں صدقہ کئے ہوئے سونے یا چاندی کے چند ٹکڑے گھر میں چھوڑ آیا تھا تو مجھے یہ ناگوار ہوا کہ میں اسی حالت میں ایک شب گزاروں لہذا میں نے ان کو صدقہ کر دیا۔

استدلال: وجہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ معمول تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عصر اور دیگر نمازوں کے بعد کچھ دیر تک قیام کرتے ہیں جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے واضح ہوا بلکہ خاص طور پر فجر اور عصر کے بعد مصلے پر ہی وظائف پڑھتے یہاں تک کہ سورج طلوع یا غروب ہو جاتا جیسا یہ بھی ابوداؤد، ترمذی کی روایت سے واضح ہوا۔

اب صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جب یہ خلاف معمول عمل دیکھا تو ان کا حیرت واستعجاب میں پڑ جانا یقیناً درست تھا اس سے معلوم ہوا کہ جو اہلِ باطل دعا کے بعد فوراً کھڑے ہونے کے قائل ہیں وہ باطل اور مردود ہے اور ہرگز جائز نہیں جیسا کہ ابتدا میں ابوداؤد میں حضرت ابورمثہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کی تشریح میں اس کی مکمل وضاحت ہو چکی۔ البتہ جن فقہائے کرام کا یہ قول ہے کہ بعدِ نمازِ فرض سنت ہو تو اس کے قیام کے لئے کھڑا ہو تو لامحالہ ان کے قول کی تاویل ہوگی۔

خلاصۂ کلام یہ ہے صحابہ کرام کا تعجب میں پڑنا اس بات کی دلیل ہے بعد نماز فرض کچھ دیر بیٹھنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے اور یہ بیٹھنا بلاشبہ اوراد و وظائف کے لئے ہوتا تھا جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور دیگر روایت سے واضح ہو چکا ہے، لہذا بعد نماز فرض مختصر اوراد و وظائف پر اکتفا کیا جائے۔

Scanned with CamScanner

(۱۵)-**بخاری شریف، ج: ۱، ص: ۱۹،**

باب: الغضب فی الموعظة والتعلیم إذا رأی ما یکره:

عن أبی مسعود الانصاری رضی الله عنه قال قال رجل یا رسول الله ﷺ لا أکاد أدرك الصلاة مما یطول بنا فلان فما رایت النبی ﷺ فی موعظة أشد غضباً من یومئذ فقال: أیها الناس انکم منفرون فمن صلی بالناس فلیخفف فإن منهم المریض والضعیف وذا الحاجة.

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں جماعت میں شریک نہیں ہو پاتا ہوں کیوں کہ فلاں صاحب بہت لمبی نماز پڑھاتے ہیں (راوی کہتے ہیں) میں نے رسول اللہ ﷺ کو کسی وعظ میں اس دن کے وعظ سے زیادہ غضبناک نہ دیکھا آپ ﷺ نے فرمایا: اے لوگوں! تم لوگوں میں (لمبی قراءت کے سبب) نفرت پھیلاتے ہو، تم میں کوئی بھی شخص نماز پڑھائے تو ہلکی (مختصر قراءت ووظائف پر مبنی) نماز پڑھائے کیونکہ ان میں بوڑھے، مریض اور حاجت مند بھی ہوتے ہیں۔

دیکھئے کہ آپ ﷺ نے کس طرح غضبناک لہجے میں تقریر فرما کر تصویب فرمایا کہ تم لوگوں کا حال کتنا برا ہو چکا ہے کہ تم لوگ اپنی نماز میں قرأت کو اتنا طول دیتے ہو کہ لوگوں میں نفرت اور دہشت سی پھیل جاتی ہے اور لوگ جماعت میں حاضر ہونے سے گھبراتے ہیں اور پھر اس میں کئی طرح کے لوگ ہوتے ہیں مثلاً بوڑھے، مریض جو دیر تک نماز میں نہیں کھڑے رہ سکتے اس لئے نمازوں میں تخفیف کرو۔ اور ہلکی نماز پڑھاؤ۔

یہاں پر غور کرنے کا مقام ہے جب فرض نماز میں تخفیف کرنے کا حکم دیا گیا ہے تو بعد نماز فرض لمبی دعاؤں اور اوراد و وظائف کی اجازت کیسے ہو سکتی ہے، تقریباً ہر مسلمان جماعت کی نماز اور دعا کے فضائل سے واقف ہے اور مختصر وقت لے کر ان دونوں مقدس اجتماعات میں شامل ہونا چاہتا ہے اب اگر لمبی لمبی قرأت دعاؤں اور وظائف کا سلسلہ قائم ہو جائے تو عام مصلیانِ کرام جن کی زندگی مصروفیات اور کثرتِ مشاغل میں گزر رہی ہے ایسی صورت میں ان کی حاضری تقریباً نفی کے برابر ہوگی اور مریض، بوڑھے اور حاجت مند

Scanned with CamScanner

لوگوں کا تو خدا حافظ۔

ایک اہم مسئلہ

اب ہم انشاء اللہ ایک اہم مسئلہ کو ذکر کریں گے جو بہت ہی معرکۃ الآراء ثابت ہو چکا ہے اور وہ یہ ہے بعد نماز فرض امام کو فقط داہنی جانب منہ کر کے بیٹھنا ہے اور اسے کسی جانب اختیار نہیں مثلاً اگر کوئی امام بائیں جانب یا مقتدیوں کی طرف رخ کر لے تو عوام اپنے خیالات میں اس فعل کو برا جانتی ہے اور داہنی جانب رخ کرنے کو واجب اور لازم سمجھتی ہے اور خلاف ورزی ہونے کے سبب آپس میں چہ می گوئیاں شروع کر دیتے ہیں کہ فلاں امام نے بدعت کر دیا۔

اب ہم انشاء اللہ اس کا تحقیقی جواب پیش کریں گے اور اس غلط فہمی کا بتوفیق الٰہی ازالہ کرنے کی کوشش کریں گے تا کہ یہ مسئلہ اظہر من الشمس ہو جائے۔

سب سے پہلے دو باتیں ذہن میں رکھنا ضروری ہے:

(۱)۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بعد سلام دونوں جانب رخ پھیر کر بیٹھنے کا ثبوت ملتا ہے اور دونوں روایت میں ''اکثر'' کا لفظ بھی ملتا ہے اور ایک روایت کے مطابق کبھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود صحابہ کی جانب بھی رخ انور کر کے بیٹھتے۔

(۲)۔دوسری بات یہ ہے کہ سلام پھیرنے کے بعد استقبال قبلہ کر کے ہی بیٹھے رہنا اور کسی جانب رخ نہ پھیرنا بدعت ہے جیسا کہ کثیر کتب فقہ میں اس بات کی صراحت موجود ہے ہم انشاء اللہ اس کو پیش کریں گے۔

پہلے دونوں جانب رخ پھیرنے کی روایت ملاحظہ فرمایئے پھر ان شاء اللہ تعالیٰ ان کی درمیان تطبیق بھی پیش کی جائے گی۔

(۱)۔بخاری شریف جلد اول صفحہ نمبر ۱۱۸؛ باب الانفتال و الانصراف عن الیمین والشمال

قال عبد الله بن مسعود لا يجعل أحدكم للشيطان شيئاً من صلاته يُرىٰ أن حقا عليه أن لا ينصرف الا عن يمينه ولقد رأيت النبي ﷺ كثيراً ينصرف عن يساره۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تم میں سے کوئی بھی شخص اپنی نماز

Scanned with CamScanner

میں شیطان کا حصہ نہ بنائے اس طور پر کہ جو یہ نظریہ رکھے کہ اس پر لازم ہے وہ فقط داہنی جانب ہی نماز میں رخ پھیر کر بیٹھے کیوں کہ میں نے کثرت سے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی نمازوں سے فراغت کے بعد بائیں جانب بیٹھتے۔

خود امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کے ترجمۃ الباب میں ایک حدیث حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا:

كان انس بن مالك ينتقل عن يمينه و عن يساره و يعيب على من يتوخى أو من يعمد الانفتال عن يمينه

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اپنی دائیں اور بائیں جانب گھومتے تھے اور آپ برا جانتے تھے اس شخص کو جو فقط دائیں جانب گھومے۔

(۲)۔ صحیح مسلم جلد۔۱، صفحہ نمبر ۲۴۷، باب جواز الانصراف من الصلاة عن اليمين والشمال

عن السدي قال سالت أنسا كيف انصرف اذا صليت عن يميني أو عن يساري قال أما أنا فأكثر ما رأيت رسول الله ﷺ ينصرف عن شماله.

حضرت سدی سے مروی ہے کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا میں نماز پڑھ لوں کس جانب پھروں بائیں یا دائیں جانب فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو اکثر داہنی جانب پھرتے ہوئے دیکھا۔

اس طرح دو مختلف روایتوں کو دیکھئے کہ دونوں روایتوں میں لفظ ''اکثر'' موجود ہے ہم ابھی انشاء اللہ دونوں میں تطبیق دیں گے۔

اب ایک تیسری روایت دیکھئے:

(۳)۔ بخاری جلد نمبر۔۱، صفحہ نمبر۔۱۱۷، باب يستقبل الامام الناس اذا سلم

عن سمرة بن جندب قال كان النبي ﷺ اذا صلى صلاة أقبل علينا بوجهه.

سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ جب نماز پڑھ لیتے تو آپ ﷺ ہمارے جانب رخ انور کرتے۔

تطبیق:

تو دیکھئے تین مختلف روایتیں موجود ہیں: تطبیق یوں دی جائے گی کہ دونوں روایت

کہ یہ تطبیق علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری میں امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے دی ہے۔ اپنی اپنی جگہ درست ہے کیوں کہ جس صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جیسی صحبت اختیار کی اس نے ویسا ہی روایت کیا یہ سمجھتے ہوئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زیادہ تر اسی جانب کو اختیار کرتے جیسا

رہی حضرت انس کی روایت کہ آپ اس بات کو برا سمجھتے تھے کہ کوئی شخص فقط داہنی جانب ہی بیٹھے۔ وجہ یہ ہے کہ ان کی روایت کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اس کو واجب سمجھ کر کرے تو آپ اس کو عیب سمجھتے تھے لیکن اگر فقط داہنی جانب کرنے کا مقصود نہ ہو تو اس میں دونوں امر برابر ہے اور اگر کوئی داہنی جانب اس لئے اختیار کرے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زیادہ تر فعل داہنی جانب ہی ہوتا تھا اور اس لئے بھی کہ حدیث قدسی موجود ہے:

"ان اللہ یحب التیامن حتی التنعل والترجل"

بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز حتی کہ جوتے پہننے اور کنگھی کرنے میں بھی داہنی جانب کو پسند فرماتا ہے تو یہ اولی اور بہتر ہے جیسا کہ علامہ عینی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت کی تشریح میں اس کی وضاحت کی ہے۔

بلاشبہ ہر کام میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم داہنی جانب کو پسند فرماتے تھے مگر داہنی ہی جانب پسند فرماتے ہوں ایسا نہیں جیسا کہ روایت مذکورہ سے واضح وثابت ہو چکا ہے بلکہ کبھی دائیں جانب تو کبھی بائیں جانب یا مقتدیوں کی طرف رخ کیا کرتے تھے اب اگر کوئی فقط داہنی طرف اپنا منھ پھیر لے تو اس پر تنقید نہیں کی جاتی بالکل اسی طرح اگر وہی امام بائیں جانب یا مقتدیوں کی طرف رخ کرے تو اس صورت میں بھی اس پر کوئی تنقید اور طعن و تشنیع نہیں کرنا چاہئے کیونکہ یہ مسئلہ بالکل واضح ہوا کہ اب کبھی داہنی جانب رخ کیا کرتے تھے یا کبھی بائیں طرف رخ کیا کرتے تھے۔

(۴) ابن ماجہ۔ ص۔ ٦٦؛ باب الانصراف فی الصلاۃ:

عن عمرو بن شعیب عن أبیہ عن جدہ قال: رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ینفتل عن یمینہ وعن یسارہ فی الصلوۃ.

راوی کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نماز پڑھ کر دائیں

Scanned with CamScanner

اور بائیں جانب رخ کیا کرتے تھے۔

دیکھئے اس حدیث شریف میں تو صاف اور واضح لفظ میں لکھا ہوا ہے راوی کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دائیں اور بائیں جانب نماز کے بعد رخ کرتے ہوئے دیکھا۔تو واضح ہوا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فقط داہنی جانب ہی منقول نہیں ہے بلکہ دونوں جانب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رخ کیا کرتے تھے۔

اب اعتراض کرنے والوں کو اس سے سبق حاصل کرنا چاہئے کہ وہ جو امام پر تنقید کرتے ہیں جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دائیں یا بائیں جانب بلکہ خود مقتدیوں کی جانب رخ کرنے کا ثبوت بھی ملتا ہے جیسا کہ گزشتہ صفحات سے واضح ہوا۔(هداهم الله تعالی)

اب ہم اس سلسلے میں چند کتب فقہ سے اس مسئلہ کی مزید وضاحت کریں گے۔۔۔

(۵) فتاوی عالمگیری (الفصل الثالث فی سنن الصلاۃ وآدابھا۔ص۔۷۷) میں ہے:

واذا سلم الامام من الظهر والمغرب والعشاء كره له المكث قاعدا فی مكانه لكنه يقوم الی التطوع ولا يتطوع فی مكان الفريضة ولا كن ينحرف يمنة أويسرة أويتاخر۔

ويكره المكث قعدا فی مكانه مستقبل القبلة والنبی ﷺ سمی بهذا بدعة۔

جب امام ظہر، مغرب اور عشا کی نماز سے سلام پھیرے تو اس کے لیئے مکروہ ہے کہ بیٹھ کر کے انتظار کرے بلکہ وہ سنت نماز کے لئے کھڑا ہو جائے لیکن وہ اپنی جائے نماز پر نہ پڑھے بلکہ دائیں اور بائیں جانب بیٹھ جائے یا پھر پیچھے ہٹ جائے اور مکروہ ہے کہ وہ اپنی جگہ پر استقبال قبلہ ہو کر کے بیٹھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے بدعت قرار دیا ہے۔

(۶)۔درالمختار (باب صفة الصلاۃ؛ص۔۲۴۸) میں ہے۔

وفی الجوهرة ويكره للامام التنفل فی مكانه لا للموتم ۔ وفی الخانية يستحب للامام التحول ليمين القبلة ای يسار المصلی لتنقل أوورد۔

جوہرہ میں ہے کہ امام کے لئے مکروہ ہے کہ وہ اس فرض نماز کے بعد جس کے بعد سنت ہو اپنی جائے نماز پر ہی سنت پڑھے، یہ محض امام کے لئے ہے نہ کے مقتدی کے لئے۔خانیہ میں ہے کہ امام کے لئے مستحب ہے کہ نفل اور ورد کے لئے قبلہ کو اپنی داہنی جانب

کرلے اور مقتدیوں کو اپنی بائیں جانب کرلے۔

اس کے تحت ردالمحتار میں ہے:

بل یتحول مخیراً و کذا یکرہ مکثہ قاعدا فی مکانہ مستقبل القبلۃ:

بلکہ امام کو جہت اختیار کرنے میں پورا اختیار ہے کہ وہ جس جہت کو چاہے اختیار کرے اسی طرح اس کے لئے یہ بات مکروہ ہے کہ وہ جانب قبلہ بیٹھے۔

لیکن اسی ردالمحتار میں یہ بات بھی موجود ہے کہ امام کو یہ اختیار محض فضل کے طور پر ہے کہ وہ علاوہ قبلہ کے جس جہت کو چاہے اختیار کرے لیکن اس میں یہ بھی احتمال ہے کہ ہوسکتا ہے کہ یمین قبلہ کے بجائے یمینِ مقتدی مراد ہو اور یسارِ قبلہ کے بجائے یسارِ مقتدی مراد ہو کیونکہ اس سلسلہ میں دونوں قول ملتے ہیں:

بل فی شرح المنیۃ أن انحرافہ عن یمینہ اولی ..وأیدہ بحدیث فی صحیح مسلم

بلکہ شرح المنیہ میں یہ ہے کہ اس کا داہنی جانب سے ہٹ جانا (بائیں جانب اختیار کرنا) اولیٰ اور افضل ہے اس کی تائید ایک حدیث سے ہوتی ہے جو کہ صحیح مسلم میں موجود ہے۔

(۷)۔البدائع میں ہے۔۔ص: ۱/۳۹۴

اختلف المشایخ فی کیفیۃ الانحراف وقال بعضھم ینحرف الی القبلۃ تبرکاً بالتیامن وقال بعضھم ینحرف الی الیسار لیکون یسارہ الی یمینہ وقال بعضھم ھو مخیر ان شاء انحرف یمنۃ و ان شاء یسرۃ وھو الصحیح لأنہ ما ھو المقصود من الانحراف وھو زوال الاشتباہ یحصل بالأمرین جمیعاً.

مشائخ عظام رحمہم اللہ کے نماز سے فارغ ہونے کے بعد منہ پھیرنے کی کیفیت میں اختلاف ہوا، بعض نے فرمایا کہ قبلہ کی جانب سے پھر کر تبرکاً داہنی جانب منہ کرے، بعض نے کہا کہ بائیں جانب منہ کرے کہ اس کا بائیں جانب قبلہ کی دائیں جانب کے مقابلہ میں ہوجائے اور بعض نے کہا اسے اختیار ہے اگر چاہے تو دائیں جانب، چاہے تو بائیں جانب اختیار کرے اور یہی مذہب صحیح ہے اس لئے کہ مقصود انحراف سے اس شبہ کو زائل کرنا ہے جو کہ

نماز پڑھنے کے بعد پیدا ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ امام نماز سے فارغ ہوا یا نہیں۔ یہ دونوں باتیں دائیں یا بائیں جانب کرنے سے حاصل ہو جاتی ہے، معلوم ہوا کہ دائیں جانب یا بائیں جانب کرنا اصل میں ایک شبہ کو زائل کرنا ہے اور وہ یہ ہے کہ امام اپنی نماز سے مکمل فارغ ہوا یا نہیں تو امام کا جانبین میں سے کسی جانب رخ کرنا اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ وہ نماز سے مکمل فارغ ہو چکا ہے تو جب یہ شبہ ایک امر مشترک کی حیثیت رکھتا ہے جو دونوں میں سے کسی ایک فعل کے ذریعہ ختم ہو جاتا ہے تو اب کسی ایک فعل کو ترجیح اور کسی دوسرے کو چھوڑ دینے پر کوئی تنقید نہیں ہونی چاہئے۔

(۸)۔ البحر الرائق شرح کنز الدقائق۔ باب صفۃ الصلاۃ۔ ص ۸۰، میں ہے:

وقد قالوا ان كان اماما وكانت صلاة يتنفل بعدها فانه يقوم ويتحول عن مكانه اما يمينة او يسرة و خلفه والجلوس مستقبلا بدعة۔

صاحب البحر الرائق فرماتے ہیں، فقہا نے فرمایا:

مصلی امام ہو تو اگر فرض نماز کے بعد سنت پڑھنا ہو تو کھڑا ہو جائے اور اپنی جگہ سے دائیں یا بائیں یا پیچھے کی طرف منحرف ہو جائے قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھنا بدعت ہے:۔

دیکھئے! متعدد معتبر کتب سے یہ بات واضح ہوگئی کہ امام کو اس بات کا اختیار ہے کہ وہ دائیں یا بائیں جانب بیٹھے اور مقتدیوں کی جانب بھی رخ کر سکتا ہے البتہ قبلہ رو ہو کر بیٹھنے کو فقہا نے کو بدعت شمار کیا ہے اس لئے ائمۂ کرام کو اس بات کا مکمل اختیار ہے کہ وہ چاہے تو دائیں جانب یا بائیں جانب اپنا رخ کریں اس پر تنقید کرنے کا حق کسی کو نہیں، ہاں! البتہ اگر کوئی داہنی جانب یہ سمجھ کر کے اپنا رخ کرتا ہے کہ داہنی جانب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت زیادہ پسند تھا اور ہر کام میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم داہنی جانب کو ہی ترجیح دیتے تھے تو یہ نیتِ خیر ہے اس میں کوئی حرج نہیں، البتہ اگر کوئی واجب اور ضروری سمجھ کر ایسا کرے تو یہ غلط ہے اس لئے اس سے بچنا چاہئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوۂ حسنیٰ پر چلنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

مذکورہ کتبِ احادیث اور فقہ کے حوالے سے جہاں یہ بات ثابت ہوئی کہ امام کو اختیار ہے کہ وہ علاوہ جانبِ قبلہ کے جانبِ ثلاثہ میں سے کسی جانب کو اختیار کرے بالکل اسی طرح اس بات کا بھی ثبوت ملتا ہے کہ امام جب نماز پڑھ لے تو اسے چاہئے کہ اپنے مصلیٰ

Scanned with CamScanner

امامت یا جائے فرض سے ہٹ کر کسی دوسری جگہ پر سنت اور نفل پڑھے اور یہی حکم عام مقتدیوں کے لئے بھی ہے۔

ذکرِ جلی و خفی:

ذکرِ خفی اور جلی یہ ہمارے فقہائے کرام کے درمیان ایک مختلف فیہ مسئلہ ہے اس سلسہ میں ایک حدیث شریف دلیل کے طور پر پیش کی جاتی ہے جو ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

عن ابن عباس رضی الله عنهما قال كنت أعرف انقضاء صلاة رسول الله ﷺ بالتكبير (بخاری۔ح:۸۴۲)

حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں تکبیر کے سبب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز کے اختتام کو پہچان لیتا تھا۔

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں:

واستدل البيهقي و غيره لطلب الأسرار بخبر الصحيحين أنه عليه الصلاة والسلام أمرهم بترك ما كانوا عليه من رفع الصوت بالتهليل و التذكير وقال انكم لا تدعون أصم ولا غائبا انه معكم انه سميع قريب.

امام بیہقی وغیرہ نے ذکرِ خفی کے اثبات میں صحیحین کی ایک حدیث سے استدلال کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ذکرِ جلی کو ترک کرنے کا حکم دیا اور فرمایا تم کسی بہرے یا کسی غائب ہستی کو نہیں پکارتے ہو بلکہ وہ ربِ حقیقی تم سے قریب اور تمہاری دعاؤں کو سننے والا ہے۔

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں:

"ويسن الأسرار في سائر الأذكار أيضا.

تمام ذکر واذکار میں ذکرِ خفی مسنون ہے مگر چند چیزوں میں نہیں جن کے ذکر میں آواز بلند ہوگی، وہ چند چیزیں یہ ہیں۔

تلبیہ، دعائے قنوت امام کے حق میں (قنوتِ نازلہ پڑھنے کے وقت)، دسویں ذی الحجہ میں ذبیحہ کے جانوروں کو دیکھ کر، عید کی دو راتوں کی تکبیریں، بلندی پر چڑھتے وقت، پستی میں اترتے وقت، بازاروں میں، قرآن کی کچھ مخصوص سورتوں کی تلاوت کے وقت مثلاً سورہ ضحیٰ، تکبیر تشریق کے وقت وغیرہ۔

Scanned with CamScanner

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ شاید تکبیر سے مراد نماز کی تکبیریں ہیں یا ان تکبیروں سے مراد وہ تکبیریں ہیں جو کہ ابتدائے اسلام میں تھی پھر بعد میں منسوخ ہوگی جیسا کہ بیہقی کی حدیث سے واضح ہوا خلاصہ یہ کہ ذکرِ جلی چند مخصوص مقامات کے علاوہ جائز نہیں۔

دعا کی اہمیت

اب انشاءاللہ دعا کی اہمیت کے متعلق کچھ گفتگو کریں گے۔

یوں تو زندگی غم واندوہ اور مصائب وآلام کا نام ہے کبھی غم کبھی طرب یہی دونوں زندگی کا محور ہیں اور انسان انہیں دونوں کے بیچ اپنی کشتیٔ حیات چلاتا ہے مگر رب کریم نے انسان کو رنج والم سے بچنے کے لئے ایک ایسا سہارا دیا ہے جس کے ذریعہ انسان اپنی تمام مصیبتوں سے اپنے آپ کو دور رکھ سکتا ہے اور وہ سہارا دعا کا ہے خاص کر اپنے ملک ہندوستان میں جہاں فرقہ پرست طاقتیں مسلمانوں پر ظلم وستم کا پہاڑ توڑ رہی ہیں اور ہمارے پاس نہ تو سچی قیادت ہے اور نہ ہی مادی وسائل۔ ایسے بے سروسامانی کے عالم میں ہمارے پاس دعا سے بڑھ کر کوئی اکسیر نہیں، آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی اہمیت کو بتاتے ہوئے ارشاد فرمایا "اِنَّ الدُّعَاءَ هُوَ الْعِبَادَةِ" کہ دعا ہی عبادت ہے۔ (ابن ماجہ، کتاب الدعوات، باب: فضل الدعاء)

اور کہیں فرمایا "الدُّعَاءُ مُخُّ العِبَادَةِ" دعا عبادت کا مغز ہے۔ (ترمذی، کتاب الدعوات، باب: ماجاء فی فضل الدعاء)

ایک دوسری حدیث میں تو یہاں تک ارشاد فرمایا: "مَنْ لَمْ يَدْعُ اللهَ غَضَبَ عَلَيْهِ" (ابن ماجہ، کتاب الدعوات، باب: فضل الدعاء) کہ جس نے اللہ سے دعا نہ کی اللہ کا اس پر غضب ہوگا۔ دعا سے بڑھ کر کوئی چیز اللہ کو محبوب نہیں کیوں کہ اس سے بندہ کا عجز ظاہر ہوتا ہے اور اس کی جانب سے تکبر کا خاتمہ ہوتا ہے۔ اس لئے وہ اللہ کا محبوب اور صالح بندہ ہو جاتا ہے۔ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مقام پر دعا کی عظمت بتاتے ہوئے ارشاد فرمایا: "لَيْسَ شَيْءٌ أَكْرَمَ عَلَى اللهِ تَعَالَى مِنَ الدُّعَاءِ" (ابن ماجہ، کتاب الدعوات) رب تعالی کے نزدیک دعا سے بڑھ کر کوئی چیز معزز نہیں۔

Scanned with CamScanner

میرے امام اہل سنت سیدی حضور سرکار اعلی حضرت علی الرحمۃ والرضوان نے الملفوظ میں فرمایا کہ جب مجھے کوئی ضرورت محسوس ہوتی اور مشکل کی گھڑی کا سامنا ہوتا تو میں احادیث شریفہ میں منقول و ماثور دعاؤں کو پڑھتا ہوں اور انہیں الفاظ کے ذریعہ اپنے رب سے دعا کرتا ہے الحمد للہ میں گوہر مراد کو پہنچتا ہوں۔لیکن وہ دعا جو احادیث شریفہ سے منقول ہے ان کی قبولیت کے لئے ہمارے بزرگوں نے کچھ شرطیں بتائی ہیں جو باب دعا میں از حد ضروری ہے، جو مندرجہ ذیل ہیں:

(۱)۔احادیثِ صحیحہ میں جو بھی الفاظ صحیحہ منقول ہیں انہیں منقول الفاظ کے ساتھ ہی دعا مانگنا ضروری ہے کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے الفاظ اور جملوں میں بے پناہ تاثیر اور برکت ہے اس لئے اگر انہیں الفاظ کے ساتھ دعا کی جائے تو رب تبارک وتعالی کی بارگاہ میں قبول ہوتی ہے۔

(۲)۔جو بھی دعا بندہ اپنے رب کریم سے کرے اس کی قبولیت کے سلسلے میں جلد بازی ہرگز نہیں ہونی چاہئے اس لئے کہ اس کے سبب دعائیں رد ہو جاتی ہیں۔اس سلسلے میں ایک حدیث ملاحظہ فرمائیں:

أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ يُسْتَجَابُ لِإحَدِكُمْ مَالَمْ يُعَجِّلْ: يَقُوْلُ قَدْ دَعَوْتُ اللهَ فَلَمْ يَسْتَجِبْ لِيْ (بخاری کتاب الدعوات،باب،یستجاب للعبد مالم یعجل)

آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی شخص دعا کرے تو جلد بازی ہرگز نہ کرے ہے بایں طور کہ جب وہ دعا کرے تو کہے میں نے اللہ سے دعا کیا اور اس نے میری دعا کو قبول نہ کیا۔

(۳)۔تیسری شرط یہ ہے کہ جب بھی دعا کرے تو اس میں لفظ ""اگر"" وغیرہ الفاظِ شک ہرگز نہ لائیں، یہ لفظ خدائے تعالی کی شانِ ربوبیت کے لائق نہیں جیسا کہ متعدد احادیث میں اس سے ممانعت آئی۔ایک حدیث ملاحظہ فرمائیں۔

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لَا يَقُوْلُ أَحَدُكُمْ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ إِنْ شِئْتَ وَلْيَعْزِمْ فِي الْمَسْئَلَةِ فَإِنَّ اللهَ لَا مُكْرِهَ لَهُ (ابن الماجہ باب. لا یقول الرجل اللھم اغفر لی إن شئت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص دعا کرے تو یہ نہ کہے کہ اے اللہ اگر تو چاہے تو میری مغفرت فرما دے بلکہ اسے چاہئے کہ اپنی دعا میں پختہ یقین والا ہوں کیوں کہ اللہ تبارک وتعالی پر کوئی چیز گراں نہیں۔

(۴)۔ چوتھی شرط یہ ہے کہ جب بھی دعا کریں تو اخلاص کا دامن نہیں چھوڑنا چاہئے اس لئے کہ یہ سب سے اہم مرحلہ ہے جس میں انسان غلط فہمی شکار ہو جاتا ہے اور سب سے اہم چیز اخلاص میں یہ ہے کہ دعا میں اپنے حسن مقاصد اور مفاد کو مؤخر کرنا چاہئے اور پہلے اپنی قوم وملت کے مسائل کو اگر رکھنا چاہئے اور دعاؤں میں قومی بھلائی اور تحفظ کا ذکر ہونا ضروری ہے جو کہ تقاضائے انسانیت و ہمدردئ ملت ہے جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعاؤں کا بھی یہ حصہ رہا پھر اپنی حاجات کو انتہائی عاجزی اور انکساری کے الفاظ کے ساتھ رب ذوالجلال کی بارگاہ میں اس کی رحمتوں کا وسیلہ لگا کر پیش کریں اور اس میں بھی اس بات کا لحاظ رکھنا ہوگا کہ آپ کے دینی اغراض ومقاصد دنیاوی اغراض ومقاصد پر مقدم ہوں۔

(۵)۔ دعا میں سب سے زیادہ اہمیت وقتِ مستجاب کی ہے جس میں دعائیں قبول ہوتی ہیں لہذا اسے بھی ایک شرط کی حیثیت حاصل ہیں، اس سلسلے میں ہم ایک حدیث پیش کرتے ہیں:

عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قِيْلَ لِرَسُوْلِ اللهِ ﷺ أَيُّ الدُّعَاءُ أَسْمَعُ؟ قَالَ ﷺ: جَوْفُ اللَّيْلِ الْآخِرِ وَدَبُرُ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوْبَاتِ: رواه الترمذی وقال حدیث حسن۔ (ریاض الصالحین۔ کتاب الدعوات، باب فی مسائل من الدعاء)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کون سی دعا زیادہ قبول ہوتی ہے فرمایا جو دعا رات کے آخری حصے میں اور فرض نمازوں کے بعد مانگی جائے۔

اب ہم ان شاء اللہ تعالی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول کچھ ایسی دعاؤں کو ذکر کریں گے جو نہایت جامع سمجھی جاتی ہیں یعنی جن میں الفاظ خوبصورت اور نہایت جامع ہے۔

جامع دعاء

(۱) حضرت اسعد بن تارخ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ

Scanned with CamScanner

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس وقت سنا جب کہ ایک شخص ان کی بارگاہ میں آیا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کیا کہوں جس وقت میں اللہ تعالی سے دعا کروں آپ نے فرمایا کہو: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَارْحَمْنِیْ وَعَافِنِیْ وَارْزُقْنِیْ: پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی چار انگلیوں کو جمع فرمایا اور فرمایا یہ دعا تمہارے دین اور دنیا دونوں کو جامع ہے۔ (ابن ماجہ۔ باب الجوامع من الدعاء)

(۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں یہ دعا سکھائی:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنَ الْخَیْرِ كُلِّهٖ عَاجِلِهٖ وَاٰجِلِهٖ مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ اَعْلَمْ وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّهٖ عَاجِلِهٖ وَ اٰجِلِهٖ مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ اَعْلَمْ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ خَیْرِ مَا سَاَلَكَ عَبْدُكَ وَنَبِیُّكَ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَاذَ بِهٖ عَبْدُكَ وَ نَبِیُّكَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْجَنَّةَ وَ مَا قَرُبَ اِلَیْهَا مِنْ قَوْلٍ اَوْ عَمَلٍ وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ النَّارِ وَ مَا قَرُبَ اِلَیْهَا مِنْ قَوْلٍ اَوْ عَمَلٍ وَاَسْاَلُكَ اَنْ تَجْعَلَ كُلَّ قَضَاءٍ قَضَیْتَهٗ لِیْ خَیْرًا (ابن ماجہ۔ باب الجوامع من الدعاء)

(۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان الفاظ کے ساتھ دعا کرتے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْاَرْبَعِ مِنْ عِلْمٍ لَا یَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَا یَخْشَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ وَمِنْ دُعَاءٍ لَا یُسْمَعُ۔ (ابن ماجہ۔ باب۔ دعاء الرسول ﷺ)

وہ الفاظ جن کے ذریعہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کی پناہ مانگتے

(۴) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کلمات کے ساتھ دعا کرتے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ وَعَذَابِ النَّارِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْغِنٰی وَمِنْ فِتْنَةِ الْفَقْرِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ مَسِیْحِ الدَّجَّالِ، اَللّٰھُمَّ اغْسِلْ خَطَایَایَ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّ قَلْبِیْ مِنَ الْخَطَایَایَ كَمَا نَقَّیْتَ الثَّوْبَ الْاَبْیَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَبَاعِدْ بَیْنِیْ وَ بَیْنَ خَطَایَایَ كَمَا بَاعَدْتَّ بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ، اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَالْمَاْثَمِ وَالْمَغْرَمِ۔ (ابن ماجہ، باب ما تعوذ منہ رسول اللہ ﷺ)

(۵) فروہ بن نوفل رضی اللہ عنہ کہتے ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس دعا کے

Scanned with CamScanner

بارے میں پوچھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے آپ نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کہا کرتے تھے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ شَرِّ مَا عَمِلْتُ وَمِنْ شَرِّ مَالَمْ أَعْمَلْ (ابن الماجہ، باب ما تعوذ منہ رسول اللہ ﷺ)

(۶) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے یہ (مندرجہ ذیل) دعا ایسی ہی سکھاتے جیسے قرآن کی کوئی سورت سکھاتے ہوں:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَالِ وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ

(ابن الماجہ، باب ما تعوذ منہ رسول اللہ ﷺ)

(۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

دعا کے ذریعہ ان چار (فقیری، مال کی کمی، ذلت، ظلم کرنے اور مظلوم ہونے) چیزوں سے اللہ کی پناہ کی چاہو (دعا یہ ہے):

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْفَقْرِ وَالْقِلَّةِ وَالذِّلَّةِ وَأَنْ نَظْلِمَ أَوْ نُظْلَمَ

(۸) حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان چیزوں (بزدلی، بخالت، رذیل عمر، عذابِ قبر اور فتنہ صدر یعنی انسان کی موت کسی فتنہ مثلاً برے اعتقاد پر ہو اور اللہ اس کو توبہ کی توفیق نہ دے) سے پناہ چاہتے ہیں ان الفاظ کے ذریعے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَأَرْذَلِ الْعُمُرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَفِتْنَةِ الصَّدْرِ (ابن ماجہ، باب: ما تعوذ منہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

عفو و عافیت کی دعا

(۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ کے نزدیک اس دعا سے افضل کوئی دعا نہیں جس سے بندہ پناہ مانگے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ أَسْئَلُكَ الْمُعَافَاةَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ

(ابن الماجہ، باب الدعاء بالعفو العافیۃ)

(۱۰) حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر میں لیلۃ القدر کو بیدار رہوں تو کون سی دعا کیا کروں آپ

Scanned with CamScanner

نے ارشاد فرمایا: اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ

(ابن الماجه، باب الدعاء بالعفو العافية)

ذکر و شکر کی دعا

(۱۱) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا:

اے معاذ! میں تم کو محبوب رکھتا ہوں، میں نے عرض کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو محبوب رکھتا ہوں، فرمایا تو ہر نماز کے بعد اسے چھوڑنا نہیں:

رَبِّ أَعِنِّيْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ

(نسائی شریف۔ باب، نوع آخر من الدعاء)

بعد فرض نماز کی دعا

(۱۲) حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس لکھ کر یہ حدیث بھیجی کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھ لیتے تو یہ دعا پڑھتی:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٍ، اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ۔ (نسائی شریف، باب، من القول عند انقضاء الصلاۃ)

(۱۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جو شخص ہر فرض نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ، سبحان اللہ۔ ۳۳ مرتبہ، الحمد للہ۔ ۳۳۔ مرتبہ، اللہ اکبر اور اس کی تمامیت پر:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٍ۔

پڑھے تو اس کے تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے اگرچہ وہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔ (مسلم شریف، باب استحباب الذکر بعد الصلاۃ، ص، ۲۱۹)

میں نے چند مختصر دعائیں کتب احادیث سے اخذ کر کے رکھ دی ہیں، اللہ کریم اس کو قبول فرمائے اور عوام و خواص سب کو اس سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین و علی الہ واصحابہ اجمعین۔

Scanned with CamScanner

اشرفیہ اسلامک فاؤنڈیشن-
ایک مختصر تعارف

رجب المرجب 1431 ہجری/ جون 2010ء میں مدینۃ الاولیاء حیدرآباد دکن میں اشرفیہ اسلامک فاؤنڈیشن کا قیام عمل میں آیا-بانی ادارہ، بشارت علی صدیقی اشرفی کی تحریک، محنت وکاوش کے زیر اہتمام ادارہ علمی وتحقیقی کام کر رہا ہے، بے شمار نوادرات اہل سنت پر کام ہو رہا ہے، نیز اکابرین آئمہ دین کے کئی ایک علمی کتب کا عربی سے اردو میں پہلی بار ترجمہ کروایا گیا ہے۔

ادارے کے 7/اہم شعبے ہیں:

1-شعبہ تراجم کتب (عربی سے اردو)
2-شعبہ تصنیف وتالیف (جدید عنوانات پر)
3-شعبہ نوادرات اہل سنت (کتب اسلاف ہند)
4-شعبہ کتب مخدوم کوکن فقیہ علی مہائمی۔
5-شعبہ کتب مخدوم دکن بندہ نواز گیسودراز۔
6-شعبہ معارف صوفیا واولیا۔
7-شعبہ کتب محدث اعظم ہند وشیخ الاسلام کچھوچھوی۔

اشرفیہ اسلامک فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام ہونے والے علمی کام

1- شعبہ تراجم کتب (عربی سے اردو)

کُتب امام ابن ابی دنیا (م:281ھ)

1-"اخلاص وحسن نیت" (كتاب الإخلاص والنية)؛ مترجم: مولانا احسان رضا مصباحی
2-"رضا وقضا" (الرضا عن الله بقضائه)؛ مترجم: مولانا روشن رضا مصباحی۔
3-"بردباری کی فضیلت" (كتاب الحلم)؛ مترجم: مولانا ظہیر الدین مصباحی۔
4-"اللہ پر بھروسہ کریں" (التوكل على الله عز وجل)؛ مترجم: مولانا ناظہر علی علیمی۔

5- ''عقل اوراس کی فضیلت'' (كتاب العقل وفضله)؛ مترجم: مولانا شمس تبریز اشرفی علیمی۔

6- '' تقویٰ اوراہل تقویٰ'' (كتاب الورع) مترجم: مولانا محمد حفیظ الرحمٰن مصباحی۔

7- ''یقین اوراہل یقین'' (كتاب اليقين) مترجم: محمد نجم الدین مصباحی۔

8- ''مقبول دعاوالے'' (كتاب مجابي الدعوة) مولانا محمد روشن رضا مصباحی۔

9- ''شیطان کا مکر وفریب اور اس کا علاج'' (مكائد الشيطان)؛ مترجم: مولانا محمد کہف الوری رضوی مصباحی۔

10- ''تدبر معاویہ'' (حلم معاويه)؛ مترجم: مولانا عظیم الرحمٰن مصباحی سنبھلی۔

کُتب امام سلمی شافعی (م:412ھ)

1- ''اربعین تصوف'' (كتاب الاربعين في التصوف)؛ مترجم: علامہ عبدالمالک مصباحی

2- ''نفس کی برائیاں'' (عيوب النفس)؛ مترجم: مولانا سراج احمد قادری مصباحی۔

3- '' آداب زندگی'' (آداب الصحبه وحسن العشرة)؛ مترجم: مولانا رئیس اختر مصباحی

کُتب امام ابوالقاسم عبدالکریم قشیری (م:465ھ)

1- ''توبہ کا بیان'' (مُخْتَصَرٌ فِي التَّوْبَةِ)؛ مترجم: مولانا آصف مصباحی۔

2- كتاب منثور الخطاب في مشهور الابواب؛ مترجم: مولانا آصف مصباحی۔

3- ''اسرار معراج'' (كتاب المعراج)؛ مترجم: مولانا محمد ذیشان یوسف مصباحی۔

4- ''نحوی قواعد اور قلبی احوال'' (نحو القلوب)؛ مترجم: محمد عبداللہ قادری مصباحی۔

کتب امام عبدالرحمٰن بن علی بن جوزی حنبلی (م:597ھ)

1- ''مناقب معروف کرخی'' (مناقب معروف الكرخي و اخباره)؛ ترجمہ، تقدیم وتحشیہ: مولانا شبیر حسین ازہری۔

2- ''امام حسن بصری - فضائل و مناقب'' (آداب الحسن البصري وزهده ومواعظه)؛ ترجمہ، تقدیم وتحشیہ: مولانا محمد عطاء النبی حسینی مصباحی ابوالعلائی۔

Scanned with CamScanner

کتب امام نجم الدین کبری (شہادت:618ھ)

1-''آداب سلوک ومعرفت''(کتاب آداب السلوک الی حضرۃ مالک الملک وملک الملوک)؛مترجم:مولانا میزان الرحمن علائی اشرفی امجدی۔

2-''راہ مولی کے سرگرداں مسافر''(رسالۃ السائر الحائر الواجد الی الساتر الواحد الماجد)؛مترجم:مولانا میزان الرحمن علائی اشرفی امجدی۔

3-''لومۃ لائم سے ترساں پیاسے تک''(رسالۃ الی الھائم الخائف من لومۃ اللائم)؛مترجم:مولانا میزان الرحمن علائی اشرفی امجدی۔

کتب امام ابن رجب حنبلی (م:795ھ)

1-''اہل شریعت وطریقت کی پہچان''(کشف الکربۃ فی وصف اھل الغربۃ)؛مترجم: مولانا مفتی عبدالخبیر اشرفی مصباحی۔

2-''توحید اور کلمۂ اخلاص''(تحقیق کلمۃ الاخلاص)؛مترجم:مولانا حفیظ الرحمن مصباحی

3-''حرص جاہ ومال''(ذم المال والجاہ)؛مترجم:مولانا آصف مصباحی۔

کتب امام علاء الدین علی المتقی ھندی (م:974ھ)

1-''علامات امام مھدی''(البرھان فی علامات مھدی آخر الزمان)؛مترجم:مولانا محمد اظہار النبی حسینی مصباحی۔

2-''تصوف میں قدم رکھنے والوں کے لیے شرائط اور ان کی اہمیت''(التحذیر عن الوقوع فی المھلکۃ والبلیۃ لمن شرع فی علم الحقائق بلا اھلیۃ)؛مترجم:مولانا میزان الرحمن علائی اشرفی امجدی۔

3-''دنیا اور اہل دنیا کی پہچان''(الغایۃ القصیا فی معرفۃ الدنیا)؛مترجم: مولانا میزان الرحمن علائی اشرفی امجدی۔

4-''نعمات الٰہی کا ذکر جمیل''(تذکار النعم والعطایا فی الصبر والشکر علی الفقر والبلایا)؛مترجم:مولانا میزان الرحمن علائی اشرفی امجدی۔

5-''مراتب انسان کے عرفان کا عمدہ معیار''(نعم المعیار

Scanned with CamScanner

والمقیاس لمعرفۃ مراتب الناس)؛ مترجم: مولانا میزان الرحمن علائی اشرفی امجدی۔

کتب امام یوسف بن اسماعیل نبہانی شافعی (م:1350ھ)

1-"شان رب العالمین بزبان رحمۃ للعالمین" (اربعون حدیثا نبویا فی الثناء علی اللہ تعالی)؛ مترجم: مولانا تحسین رضا قادری مرکزی۔

2-"اربعین برکات قرآن" (اربعون حدیثا فی فضل القرآن الکریم و تلاوتہ)؛ مترجم: مولانا محمد اشرف رضا ہاشمی اشرفی نجمی۔

3-"اربعین صوفیہ" (الاربعون الصوفیہ)؛ مترجم: مولانا میزان الرحمن علائی اشرفی۔
[40-ائمہ تصوف سے مروی 40-احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بہترین مجموعہ حضرات ائمہ صوفیہ رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین سے منقول فوائد کے ساتھ]

4-"اکرام مسلم" (اربعون حدیثا فی تعظیم المسلم و الزجر عن سبہ)؛ مترجم: مولانا محمد عطاء النبی حسینی مصباحی ابوالعلائی۔

5-"شان الہی بکلام الہی" (اربعون حدیثا قدسیا فی الثناء علی اللہ تعالی)؛ مترجم: مولانا محمد محبوب میاں مصباحی۔

6-"اربعین نبہانی در ذکر ربانی" (اربعون حدیثا فی ذکر اللہ تعالی)؛ مترجم: مولانا سید محمد طہور قادری مصباحی۔

اشرفیہ اسلامک فاؤنڈیشن
حیدرآباد دکن